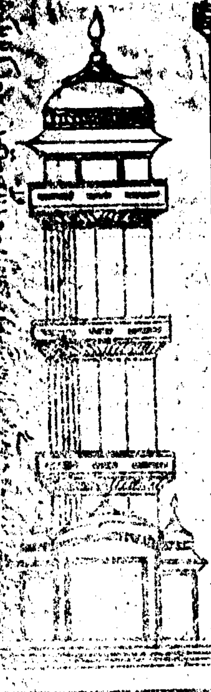
رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم



قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صر
۲۔ خواص و معاونین سے عـہ
۳۔ ہندوستان سے باہر لئے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے
لوگوں سے ۱۲

پرچہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۰ اور ۱۰ تاریخ کو چھپتا ہے	دار دیکھنا ہو تو شائع کرنا ہو بمقام دارالامان ہو

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق یکم شعبان ۱۳۲۵ھ | جلد [illegible]

ایک اہم قومی ضرورت

آج پہلی مرتبہ نہیں بلکہ کئی سال سے میں یہ تحریک کر رہا ہوں کہ احمدی قوم با ضابطہ جیسے روحانی طور پر ایک سلک میں منسلک ہے اسی طرح جسمانی طور پر اس کا شیرازہ قائم ہو اس ضرورت کو میں نے نہیں خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اسی دن محسوس کیا تھا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن اور الہام سے سلسلہ بیعت کا اعلان کیا تھا۔ کیونکہ وہ فوائد اور منافع جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ کئے ہیں اس کے لئے اس انتظام کا ہونا ضروری تھا۔ بہر حال بارہا تحریکیں ہوئیں اور جہاں کا کم و بیش اثر ہی ہوا۔ آخر صدر انجمن احمدیہ کی صورت میں یہ پودا حضرت اقدس کے حکم سے لگایا گیا۔

صدر انجمن احمدیہ بالطبع چاہتی ہے کہ اس کے ماتحت دوسری انجمنیں اس سے وابستہ ہوں اسکے لئے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے باقاعدہ تحریک کی ہے اور متعدد مرتبہ کی ہے قومی ضرورتوں کے پورا کرنے اور ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ رکھی ہیں ضروری ہے کہ مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہوں اور افراد سلسلہ کا ایک باضابطہ نظام ہو صدر انجمن احمدیہ نے احمدی انجمنوں کے لئے ضروری قواعد تیار کرکے چھاپ دیئے ہیں اور مختلف مقامات پر ان قواعد کی کاپیاں بھیجی گئی ہیں جن احباب کو انکی اور ضرورت ہو وہ دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ درخواست کرکے منگوالیں اور بہت جلد ان قواعد کے ماتحت انجمن قائم کرکے اطلاع دیں۔ جب باضابطہ انجمنیں قائم ہو جاویں گی تو قومی کاموں میں جو قسم قسم کی مشکلات آئے دن پیدا ہوتی ہیں انشاء اللہ وہ پیدا نہ ہونگی۔ کیونکہ مجموعی طور پر قوم ان مشکلات سے آگاہ ہوگی اور ان ضرورتوں کے

پورا کرنے کے لئے تجاویز سوچیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کا احسن موقع ملیگا۔ مکرر کہتا ہوں یہ مضمون نیا نہیں پرانا ہے اس لئے اگرچہ ناپسند ہو مگر اس شعر کو پیش نظر رکھ لو

خیر حدیث یار کہ تکرار می کنیم

ڈپٹی اسسٹنٹ صاحبان خاموش ہیں

زکوٰۃ فنڈ کی سو کا مقروض ہے اس لحاظ سے وابستگان زکوٰۃ فنڈ کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ قابل غور ہے اس مہینے میں علی العموم زکوٰۃ دی جاتی ہے اسکے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ توجہ دلا چکے ہیں میں اس وقت ڈپٹی اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں۔ قاضی سید غلام حسین صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنے احمدی معاصرین کو ان احمدی طلباء کی امداد کے لئے متوجہ کیا تھا جو ڈپٹی کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور یہ بتایا تھا کہ محض ان طلباء کو مدد دینے کی وجہ سے ہی زکوٰۃ فنڈ مقروض ہو گیا ہے اس پر صرف ڈاکٹر غلام غوث صاحب اور ڈاکٹر احمد علی صاحب نے توجہ فرمائی ہے اول الذکر نے پانچ روپیہ اور آخر الذکر نے عـہ چندہ بھیجا ہے اگر ڈپٹی اسسٹنٹ صاحبان توجہ کرکے اس فنڈ کی اعانت فرما دیں تو کم از کم زکوٰۃ فنڈ کے سر سے تو یہ بوجھ اتر جاوے امید ہے یہ تحریک خالی نہ جاوے گی خدا کرے کہ ہمارے بھائیوں کو توجہ ہو

یہ سچ ہے قادیان دار الامان ہے
نزولِ رحمتِ حق کا مکان ہے

انسان کی امن پسند طبیعت ہر مکان اور ہر زمان میں امن و امان کی طالب ہے ہر موسم کا تغیر اسکی تدابیر امن و آسایش میں اس کے مال و جان کے متعلق نئے سے نیا تغیر پیدا کرتا رہتا ہے۔ دن کی روشنی جن سامانوں کو اس کے گرد و پیش دکھلاتی ہے رات کی تاریکی اس سارے نقشہ کو بدل کر کچھ اور ہی سمان سامنے لاتی ہے۔ اور روشنی میں جو تدابیر توئی سوچتے ہیں رات کی تاریکی میں انکی طاقتوں کو بچانے کے واسطے دیگر تدابیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

رات اور دن کا ادل بدل کرنا موسموں کا یکے بعد دیگرے تبدیل ہونا انسان کے امن و آسایش پر خاص اثر ڈالتا ہے۔ ان فی اختلاف الیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ انسانی مقدرات کئی انقلابات کو ماتحت ہیں مگر ان زبردست انقلابات سے غیر محفوظ انسان اپنی غلط کاریوں سے موجبات امن کے چھتیار کرنے میں اکثر دھوکہ کھا جاتا ہے۔ کسی چیز کو جو اسکے حق میں مضر ہے مفید سمجھتا ہے اور جو مفید ہے اس کو مضر خیال کرتا ہے۔ سچی ہدایت کی خلاف ورزی سے یہ امن و آسایش کی متلاشی روح دکھوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور غلط نتیجہ پیدا کرتے ہوئے اس عالم سے رخصت ہو کر ایک ایسے عالم کیطرف جاتی ہے کہ جہاں اس عالم کی کوئی چیز اس کے امن کی ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔ آیندہ زندگی یا انجام بخیر کی فکر ایک ایسی فکر ہے کہ زمانہ ماضی کے گذشتہ واقعات زمانہ حال کو عمل میں مبتلا کر سکتا آیندہ زندگی کے زمانہ کو با امن بنانے کی تیاری میں مصروف ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی طبقہ میں زندگی کا احساس مذہبی پہلو کے تعلق سے نہیں ہوتو بھی وہ اپنی موجودہ زندگی کو کسی نہ کسی آیندہ نتیجہ یا انجام کیطرف ایسے طریق پر بسر کرنیکی کوشش کرتا ہے کہ موجودہ کارروائی آیندہ نتیجہ یا انجام کو جو اسکی موجودہ عملی زندگی کا خاتمہ یا آخری سرا ہے اس کیلئے مفید اور سچی خوشی اور امن کا موجب بنا دے خواہ اسکی نظر اسی دنیا کی صلاح و فلاح تک محدود ہو اور خواہ اس عالم فانی سے گذر کر دوسرے جاودانی عالم تک پہنچتی ہو۔

جب سے انسانی نسل اس زمین پر آباد ہوئی ہے اور جب سے کسی قوم میں تمدن کا رنگ آیا ہے یہ اصول کہ انسان کی عملی طاقتیں مفید انجام اور بہتر نتائج پیدا کریں نظر انداز نہیں ہوا۔ اس اصل کے قائم کرنے اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے دو نظام بنی نوع انسان میں پائے جاتے ہیں ایک نظام جسمانی اور دوسرا نظام روحانی۔ انسان کے جسم و جان کے متعلق جتنے نظام الٰہی منشا کے مطابق ہوتے ہیں وہی انسان کے لئے واقعی مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان قوانین کی عملی رفتار اگر اپنے اصولوں پر سیدھی سیدھی چلی جائے تو آخر کار نظام روحانی کے قیام اور اجرا کے لئے ممد و معاون ہی ثابت ہوتے ہیں۔ مگر ہمیں یہ شک نہیں کہ انسانی غلط کاریاں جب وحدت ارادی مجموعی تحقیق اور امن عامہ خلائق میں خلل انداز ہونے لگ جاتی ہیں تو نظام جسمانی اس نظام روحانی کے کسی نہ کسی مخالف سمت پر چلکر انسانی اصلاح و فلاح اور امن و آسایش کو اصلی مرکز سے ہٹا دیتا ہے اور نظام عالم میں ایک خلل اور نقص کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اصلی منشا ان قوانین کا یہی ہے جو انسان کے جان و مال کے متعلق وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کیطرف سے نافذ کئے جاتے ہیں یہی ہوتا ہے کہ انسان کا جان و مال امن میں رہے اور انسانی نسلیں جبتک زمین پر آباد ہیں اپنے حقوق جائز کے حاصل کرنے میں اس راہ کو مرعی رکھیں کہ جسمیں خود غرضی اور نفسانی جوش کیساتھ غصب حقوق کی کارروائی کا دخل نہ ہو اور ظلم و تعدی کی راہوں کو بند کیا جاوے اور انسانی نسلوں کو وحدت قہری کے نیچے لاکر امن و آسایش عامہ خلائق کو قائم رکھا جاوے۔ بلا خیال اس کے کہ اس انتظامی صورت کا مآل دوسرے عالم کی پاک اور مبارک زندگی کے لحاظ سے کیا ہے یہ نظام قائم کیا جاتا ہے۔ وہ نظام جو نظام روحانی کہلاتا ہے یا جس کو وحدت ارادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اگرچہ اپنے نفاذ و اجرا میں انسانی نسلوں کے اس پہلو کو جو ان کی جان و مال کے متعلق ہوتا ہے فراموش نہیں کرتا اور امن عامہ خلائق کے احکام اس میں بھی داخل ہوتے ہیں مگر اسکی غرض و غایت صرف اسی عالم کے امن آسایش تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اس نظام کا سلسلہ اس عالم فانی کے بعد آنیوالے عالم کے لئے انسانی نسلوں کو تیار کرنا ہوتا ہے اور اس نظام کے قوانین میں یہ عالم اس عالم کی تیاری کیلئے ایک منزل قرار دیا جاتا ہے پس اس نظام کے ماتحت جو عملی کارروائیاں قوموں کی تہذیب سے ظاہر ہوتی ہیں ان کا رنگ وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کے رنگ سے اس خاص صورت میں جو آیندہ زندگی یا عالم آخرت کے متعلق ہوتی ہے ایک نرالا رنگ ہوتا ہے اس نظام روحانی کے بادشاہ انبیاء و رسل کے نام خدائے آسمان و زمین سے پاکر دنیا میں آتے ہیں اور جو آسمانی سلطنت یہ خدا کے پاک بندے قائم کرنا چاہتے ہیں اس کا تعلق براہ راست خدائے زمین و آسمان سے ہوتا ہے۔ زمینی انتظام یا زمینی گورنمنٹوں کے نظم و نسق میں انکو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ زمینی سلطنت قائم کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے بلکہ زمینی گورنمنٹوں کے اس حصہ نظم و نسق میں جو امن عامہ خلائق کے قائم کرنے اور بغاوت و فساد کے موجبات کو دور کرنے اور ظلم و تعدی کی راہیں بند کرنے اور ملک کو وفاداری اور راستی اور اتفاق کی برکتیں دینے کا ہوتا ہے یہ نظام مددگار ہوتا ہے ہر ایک زمینی گورنمنٹ جو عدل و انصاف کی رعایت رکھکر مخلوق خدا کو اپنے رحم اور شفقت سے متمتع کرتی ہے۔ اس آسمانی گورنمنٹ کے نظام سے جو ان خدا کے پاک بندوں کے سپرد ہوتا ہے انکی دعا اور مدد کے ذریعہ سے برکت پر برکت پاتی ہے۔ یہ خدا کی مرضی کو زمین پر پھیلانیوالی بابرکت قوم وہ قوم ہے جسکی سچی پیروی سے انسانی نسلوں میں وحدت ارادی پیدا ہوتی ہے انسانی قوتیں انکی روحانی پاک تعلیم سے مہذب ہو کر سچے اخلاص اور پاک محبت کا اثر پیدا کر کے وہ پاک اور مبارک نتائج دنیا میں ظاہر کرتی ہیں جو وحدت قہری یا زمینی گورنمنٹوں کے جزا و سزا کے قانونوں سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ مبارک ہے وہ سلطنت جسمیں ایسا انسان موجود ہو اور مبارک ہے وہ انسان جسکو عدل و انصاف کی رعایت کرنیوالی ایسی سلطنت ملی ہو سلطنت انگریزی کے مبارک عہد میں۔ ہندوستان کی سرزمین میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان سے ایک امن کی آواز نکلی ہے صلح و آشتی کا جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ مذہب اسلام کی پاک تعلیم کو ان حشو و زواید سے علیحدہ کر کے پیش کیا گیا ہے جو انسانی غلط کاریوں اور نفسانی اغراض کی آمیزش سے قابل اعتراض ٹھہر گئے تھے وہ پاک چشمہ جس نے پوری صفائی سے خوشگوار اور شیریں پانی انسانی نسلوں کو پلا کر پاکیزگی اور طہارت کو نفوس کے اندر پیدا کیا تھا اور جس نے علم و حکمت کے چمکتے ہوئے مصفا جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے تھے نا اہلوں کے بیجا تداخل اور غارت گری سے بربادی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور قومیں ناواقفی کے سبب اسکی سچی معرفت اور قابلقدر شناسائی سے محروم ہو چکی تھیں۔ یک یک اس امن کی آواز نے جو آسمانی مرضی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے نکلی ہے لوگوں کو اس صداقت اور حقیقت کیطرف بلایا ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو ہر ایک خطرہ سے بچا کر سلامتی کے طریق پر ڈالنے والی ہے۔

یہ بالکل یقینی اور واضح امر ہے کہ اس سلامتی کے آواز پکارنیوالی اور اس صلح و آشتی کے منادی کرنیوالے نے ایک ایسے آنیوالے انسان کے رنگ میں امر الٰہی سے اپنے آپ کو

ظاہر تھا یہی جو کل الہامی کتابوں کو ماننے والوں اور مذہبی پابندی اختیار کرنیوالوں کے لئے ایک موجب ملاپ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ نے اپنے پہلے رنگ میں مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں کیسی سخت تشویش پیدا کر دی اور کیا خطرناک نظارہ دکھایا ہے۔ سلطنت کی بے امنی ملک کی تباہی نافذ الوقت قوانین کو درہم برہم کرنے کی سازشوں سے قوموں میں جنگ و جدال کی روح پھونک کر امن و آسائش اور حفاظت جان و مال کے برباد کن واقعات دکھلائے ہیں۔ تاریخ دنیا کے صفحات ان واقعات پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے ان پر فساد اور خلاف امن کار روائیوں پر ملامت کے ووٹ پاس کر چکے ہیں۔

مسیح موعود یا مہدی معہود کا مسئلہ اپنے پہلے رنگ کے عقیدہ میں واقعی ایک ایسا خطرناک مسئلہ ہے کہ اس لفظ کے کان میں پڑتے ہی بہی خواہاں اقوام محافظان ملک ارکان سلطنت اور ذمہ واران رفاہیت خلائق چونک پڑتے ہیں اور اس عقیدہ کے متعلق پہلی کارروائیاں معاً ایک خونریز جنگ و جدال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لے آتی ہیں اگرچہ موجودہ سلطنتیں اپنے نظام میں ایسی مستقل اور پایہ برجا واقع ہوئی ہیں کہ اس قسم کی شورش اور فساد پیدا کرنیوالے باغیوں کے قلع و قمع کرنیکا کافی سامان انکے پاس موجود ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن ایسے غلط اعتقادوں کی بناء پر منصوبہ بازیوں کا بازار گرم ہونیسے عدل و انصاف کی کارکنوں کو مشکلات کا پیش آنا عامہ خلائق کی رفاہیت کے برخلاف قدم بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر اس خدا سُبحانہٗ نے جو آسمان کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک انسان کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا شرف خود عطا فرما کر اور اسکو امن و سلامتی صلح و آشتی کا شہزادہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس عقیدہ کے غلط مفہوم کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ کے واسطے خونریز جنگ و جدال کا جو خلاف امن ساز منصوبوں اور فساد انگیز دعاوی سے ہوتا رہتا تھا خاتمہ کر دیا ہے اور اپنے رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو اتنک اپنے سچے مصداق کی انتظار و امید میں تھی پورا کر دیا ہے جس نے آتے ہی بموجب حکم یضع الحرب جہاد کی ہیبت ناک اور تشویش میں ڈالنے والے عقیدہ کو موقوف کر دیا اور اس کے منسوخ ہو جانیکا فتویٰ دیدیا ہے اور کل مسلمانوں کو اپنے حکم و عدل ہونیکی حیثیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال	دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے	دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے	اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد	منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو	جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر	کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ	عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا	جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند	کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا	بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا	وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

یہ پاک مصلح جو امن پسند انسان جو مسیح موعود یا مہدی معہود کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ ایک ایسے معزز خاندان سے ہے جو نسل فارس کی ایک یادگار ہندوستان میں موجود ہے اور اس خاندان کے بزرگ اپنی پارسائی زہد و اتقا کے زندہ نشانات اپنے اندر رکھتے آئے ہیں۔ سلطنت انگریزی کے ساتھ وفاداری کرنا اور دلی تمنا سے اطاعت اور فرمانبرداری سے خدمات بجا لانا اس خاندان کے خمیر میں موجود ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی زبردست شہادتیں اس خاندان کی وفاداری اور نمک حلالی کا اعتراف کرتے ہوئے پیش ہو چکی ہیں۔

میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اس معزز و محترم خاندان عالی شان کی انگریزی کی یادگار میں جنکو خود خدا تعالیٰ اپنے زبردست آسمانی منشا رکھ کے پیدا کرنے کے لئے

مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر مبعوث فرمایا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ جملہ غلط اعتقادات اور فساد انگیز روشوں کو بدل دے جو خود غرضانہ ناپاک نفسانی منشاؤں کو پورا کرنے کیلئے ڈالی گئی ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کو اس کے اصلی اور ابتدائی رنگ میں ظاہر کرے جس سے صلح و محبت کی صدا ہوا اطراف عالم میں پھیل جائے اور قوموں کو پتہ لگ جائے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جملہ انبیاء صادقین اور راستباز ان متقین کی پاک صداقتوں کا جامع مذہب ہے اور سب پاک صحیفے جو خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اور جناب ابراہیم ؑ سے لیکر جناب مسیح علیہ السلام تک مخلوق کو پہنچائے گئے ہیں اور جس کی تبلیغ کل انبیاء نے کی ہے وہ اپنی اصلی صورت اور سیرت میں قرآن کریم کے اندر محفوظ ہیں۔ یہ تبلیغ حق کا رنگ جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے اختیار کیا ہے پاک جماعت انبیاء اور مرسلین کے رنگ سے ہے اور اس زمانہ میں اسواسطے ایک نرالا رنگ ہے اور اس میں شک نہیں کہ پرانے طریقوں اور تعلیموں کے دلدادہ لوگوں کو خواہ کسی قوم کسی مذہب اور کسی طبقہ میں ہوں ناگوار گذرتا ہے اور وہ صرف ایسی خیالی تعلیموں پر مرمٹے ہیں جن میں زندگی کی روح نہیں ہے اور اسی لئے وہ تعلیمیں انسانی اصلاح و فلاح کا اثر پیدا کرنے میں کمزور ہو گئی ہیں خدائی تعلق اور باطنی طہارت اور مذہب کی سچی فرمانبرداری سے قومیں دور جا پڑی ہیں۔ مذہب کی بیجا حمایت جو بلا دلیل و برہان ہو اور جس میں صداقت اور حقانیت کا کوئی نشان نہ ہو کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ مخلوق کی سچی خیرخواہی اور انسانوں کی واقعی مفید اور نتیجہ خیز اصلاح اسی تعلیم کے ذریعہ سے ہوگی جو مسیح موعود نے اختیار کی ہے اس پاک اور مفید تعلیم کی تفصیل سے اس امن پسند مصلح جو انسان کی تالیفات اور تصنیفات جو اس کے آغاز دعویٰ سے ابتک ملک میں شائع ہو چکی ہیں بھری پڑی ہیں ہزار ہا اشتہار اور سینکڑوں رسالے جو ملک میں پھیلائے گئے ہیں مسیح موعود کے پاک اغراض کو ظاہر کرتے ہیں انمیں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ حقوق اللہ کے متعلق بنی نوع انسان کے حقوق کے متعلق جس کو حقوق العباد بھی کہتے ہیں اور پھر اس کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلق کی نسبت جس زور و شور سے کلام ہوا ہے وہ اپنی طاقت میں اپنی صداقت میں اپنے زور دلایل میں لاجواب ہے اور اپنی لاثانی جامعیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ گو اندرونی اور بیرونی مخالفین نے اپنے دلوں کی بیماری کے سبب سے جو بغض و حسد یا بداعتقادیوں کے راسخ ہو جانے کی وجہ سے انمیں پیدا ہو گئی ہے اس کا خلاف کیا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ غلط الزاموں افتراپردازیوں غلط بیانیوں اور بیجا تہمتوں سے اسکی سچی اور مفید تعلیم کو جو عاما اور گورنمنٹ دونوں کے حق میں مبارک ہے قوموں کے دلنشین ہونے سے روک دیں۔ مگر پھر بھی آسمانی تائیدات اور خدا کے زبردست نشانوں سے وہ تعلیم پھیل رہی ہے اور خدا کے راستباز بندے مشرق و مغرب سے اس کے پاس چلے آتے ہیں اور اس کی پاک صحبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس خدا کے برگزیدہ نے ایک قوم خدا کی فرمانبردار اور گورنمنٹ کی وفادار تیار کی ہے جو احمدی قوم کے نام سے موسوم ہے اس قوم کے افراد مختلف طبقوں سے ہیں۔ سنی۔ شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد کی تفریق اس جماعت احمدیہ میں باقی نہیں رہی ہر ایک شخص جو اس جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ ان تنازعات کو قطعاً ترک کر دیتا ہے جو اسلام کے مختلف فرقوں میں موجب تفریق ہوتے ہیں فروعات کی بحثیں اور لاحاصل مسایل پر گفتگو بند ہو جاتی ہے۔ باہمی محبت اور صلح تحقیق حق اور اصلاح حال کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ مذہبی عناد اور فرقہ بندی سے نفرت ہو جاتی ہے۔ پوری سلامتی اور صدق سے قرآن کریم کے احکام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنن کی پیروی ہر ایک احمدی کی اصلی

غرض ہوتی ہے نضول اور لاطینی جھگڑوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور خدا کے فرائض اور نیز نوع انسان کے متعلقہ فرائض کی سمجھ پیدا کی جاتی ہے۔ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ صرف اس وجہ سے کوئی عداوت نہیں رکھی جاتی کہ وہ کیوں دیگر مذاہب کے پابند ہیں اس خلاف کا منشاء من حیث المذہب ہوتا ہے نہ من حیث الافراد مذہب ایسی باتیں یا ایسا اعتقاد جو خدا کی شان اور اس کی پاک صفات کے برخلاف ہوتا ہے اس کا خلاف کیا جاتا ہے۔ حجت ہائے قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس اعتقاد کی شناعت کو ثابت کیا جاتا ہے اور کوشش کیجاتی ہے کہ ہرایک مذہب ان بد اعتقادیوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے جو خدا کی شان اور اس کی صفات کے منافی ہیں کیونکہ ان بد اعتقادیوں کی وجہ سے مذاہب میں جو ہر قسم کی بدراہی اور فساد پیدا ہو کر اس یگانہ صاحب قدرت خدا سے انحراف ہو گیا ہے اور اس کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر کے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور سلامتی کے طریق کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ اس کامل المقدرت زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیں اور اس کی الفت کا پیالہ پی کر اس کے ساتھ سچی محبت اور وفا کا طریق اختیار کریں۔ تاکہ دین و دنیا میں ان کا بھلا ہو اور وہ ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے جو ان کے شامت اعمال کے سبب سے ان کے عائد حال ہو رہی ہیں نجات پاویں اس اجنبیت کو دور کرنے کے لئے جو ہرایک مذہب میں باوجود ایک خدا ہونے کے پیدا ہو گئی ہے اور واحد خدا کی مخلوق غلط کاریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر راستبازوں کی نسبت بدظنیاں پیدا کر کے خداتعالیٰ کی رضامندی کی راہوں سے ناآشنا ہو گئے اور وحدت کے اصول سے نفع حاصل کرنا بھول گئے ہیں اور اس غرض کے لئے کہ نفرت و کدورت باہمی دور ہو جائے امن وسلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیم کے قریب آ جائے۔ اس زمانہ کے امام مصلح۔ مجدد۔ یار بیقرار نے خدا کے علم سے علی الاعلان اشتہار دیا ہے کہ میں مسلمانوں کیلئے مہدی ہوں۔ عیسائیوں کے لئے آنیوالا **مسیح ہوں** اور آریوں اور ہندوؤں کے لئے وہ کلنک یا کرشن اوتار ہوں جو اس زمانہ میں وعدہ دیئے گئے ہیں جن روایات یا اندراجات کتب الہامی کی بناپر یہ عقیدہ کہ آیندہ زمانہ میں ایک ایسا مصلح موعود خدا کی طرف سے آنیوالا ہے قائم ہوا ہے ان روایات اور اندراجات پر اس مدعی نے معقولی اور منقولی رنگ میں اپنے دعوے کو پیش کیا ہے اور ہر پہلو سے اس پر بحث کر کے نہایت واضح دلایل پیش کئے ہیں وہ خدا کے فضل اور اس زمانہ کے ۔ ۔ ۔ آسمانی اور زمینی نشانات سے کامیاب ہوا ہے اور ان سب باتوں کا اپنی تالیفات اور تصنیفات میں اس نے مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ یا پیغام کسی حسد عداوت یا خودغرضی کی بناپر نہیں ہے بلکہ محض خیرخواہی سے خداتعالیٰ کے امر سے وہ اس پر قائم ہوا ہے۔ اس نے جملہ مذاہب کے پاک بانیوں اور ان کے راستبازوں سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے اور ان کے اس تعلق کو جو وہ اپنے اخلاص اور محبت سے خدائے یگانہ کے ساتھ رکھتے تھے نہایت صفائی سے بیان کیا ہے اور اس کا اقرار کیا ہے۔

ہاں اس حق پرست خدا کے غیرت مند موعود نے انکی ایسی عظمت کو جو خلاف شان خدا و صفات خدا اور ان پاک برگزیدوں کی تعلیم کے منافی ان کے ماننے والوں نے ظاہر کی ہے تسلیم نہیں کیا اور اس بات پر اس خدا کے واسطے غیرت مند نے سختی سے زور دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ وہ اس غلطی کو دور کریں اور صرف اسی قدر عظمت اور عزت کسی بانی مذہب کی تسلیم کریں جو خود خدا نے ان کو دی ہے یا انکی سچی تعلیم سے پیدا ہوتی اور خدا کی صفات کے منافی نہیں ہے اس تعلیم کے پھیلانے اور اس حق وصداقت کے ظاہر کرنے میں بیشک اس نے کسی مذہب یا اہل مذہب کا لحاظ نہیں کیا اور کسی قسم مداہنت یا بیجا خوشامد کے طریق کو پسند نہیں کیا اور نہ کسی کی ناراضگی یا بدگوئی کی پرواہ کی ہے۔ اس کی یہ تعلیم جو صرف خداتعالیٰ کی عظمت اور شان کو قائم کرتی ہے اس کی ہرایک تصنیف میں نہایت صفائی سے موجود ہے اور اس سچی اور پاک بےعیب تعلیم کو پیش کرنا ہرایک احمدی کے لئے فخر کا موجب ہے۔

اس نے اس طوفان سے بچنے کے لئے جو طبائع کی شورش اور فساد سے خلاف منشاء الٰہی عالم میں پیدا ہوا ہے یا کسی طوفان ہلاکت کے آیندہ پیدا ہونے کی خبر ہے ایک سفینہ تیار کیا ہے جس کا نام کشتی نوح رکھا گیا ہے۔ یہ ایک رسالہ ہے جو ملک میں شایع ہوا ہے قوم احمدی کے لئے خصوصاً اور جملہ عالم کیلئے عموماً بہت مفید اور مبارک سبق اسمیں درج ہیں اور امام کا حکم ہرایک احمدی کو یہ ہے کہ جو مرید اس کتاب کے سبقوں کو حفظ کرتا اور اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہے وہی اس کا مرید ہے اور وہی ہے جو خدا کے نزدیک اسکی کشتی پر سوار ہے یا سوار ہونے کا امیدوار ہے وہ بیشک اس زمانہ کا نوح ہے مگر اس کی کشتی صرف اسی شخص کو اس زمانہ کے طوفان سے بچا سکتی ہے جو اس کے حکموں پر چلتا اور اسکی ہدایتوں کو عمل میں لاتا اور اسکی تعلیم کا صدق دل سے پابند ہوتا ہے۔ وہ جو اس کے حکموں کی پیروی نہیں کرتا اور اسکی پاک باتوں کا شنوا نہیں ہوتا اور اسکی پاک تعلیم کی پروا نہیں کرتا اور اسکی شرایط بیعت کا پابند نہیں ہوتا وہ اسکی کشتی سے دور ہے اور وہ خدا کے فضل سے مہجور ہے وہ خدا جو کہ دلوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہر کو اور وہ جو حال کو دیکھتا ہے نہ کہ قال کو ایسے مرید کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا اور وہ باوجود قریب ہونے کے دور رہے گا اس کا مرید ہونا کچھ کام نہیں آئے گا وہ ہلاکت کے حوالہ کیا جائے گا۔ جہاں سوائے دانت پیسنے اور رونے کے اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اب میں یہاں ہرایک اہل دل عقلمند باہوش وحواس انسان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ایسا انسان جس کی یہ تعلیم ہے اس قابل ہے کہ رد کیا جائے اور اسکی ایسی پاک تعلیم سے انکار کیا جائے۔ اور اسکی ہمدردانہ کارروائیوں کو نابود کرنے کے لئے ناکامیاب کوشش کیجائے اور بدظنی کا مواد پیدا کر کے ان حقایق حقہ کو جو وہ ظاہر کرتا ہے برے اور خلاف پیرایوں میں دکھلایا جاوے اور اس کو ایک مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ثابت کرنے کی کمزور کوشش کیجائے اللہ اللہ اگر یہ غریب صلح جو برگزیدہ انسان جو ہر رنگ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا اسکی مرضی سے خیرخواہ وفادار ہے اور ہر وقت گورنمنٹ کی حمایت کے لئے تیار ایک کثیر جماعت کا امام اور سردار ہے مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ہے تو پھر مشرق سے مغرب تک کسی خیرخواہ گورنمنٹ کا پیدا ہونا یا تلاش کرنا سخت مشکل اور محال ہے۔

اے دیکھتی آنکھو اور اے سننے کانوں ان صداقتوں اور سچی باتوں کا جو نہایت وضاحت سے سچے اور صحیح اقرار سے روز روشن میں بلاخوف لومۃ لایم کے ملک کے اندر ظاہر ہو رہی ہیں انکار کرنا اور ان کو پوشیدہ کرنا تم کو کیوں پسند آیا ہے۔ اے اسلام کے ماننے والی قوم جو پہلے ہی ۷۳ کی فرقہ بندی میں مبتلا ہے کیوں اسلام کے اقبال و دولت کا زوال چاہتی ہے کیوں اس کو اچھے حال میں دیکھنا پسند نہیں کرتی کیا یہ بات سچ ہے کہ (محمد) نے جو حساب جمل یعنے ترتیب ابجدی کے لحاظ سے ۹۲ کا عدد اپنے اندر رکھتا ہے ہفتاد و دو یعنے بہتر فرقے تجھ میں پیدا کر دیئے ہیں۔ اب کہ دنیا کا آخری دن ہے اور فیصلہ کا وقت قریب ہے اس حسد کو چھوڑ اور خدا کے پاک منشاء کو سمجھ اور اس آخری صلح و آشتی

جھنڈے کے نیچے آتا کہ خدا کا ہاتھ تیرا محافظ ہو۔ دیگر اہل مذاہب شاید عداوت اور بغض کی وجہ سے اسلام کی ترقی و اقبال کے خلاف کوشش کرنا اپنی بہتری کا موجب سمجھتے ہوں۔ مگر تمہکو ان پر فوق ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور ان کے دست نگر رہتے ہیں کیسے ہو سکتا ہے دیکھو تم غیروں کی ہم زبان نہ ہو اپنے اور بیگانے میں تمیز پیدا کرو اور خدا کا خوف کرو خیر خواہ کو بد خواہ مت خیال کرو بیگانوں کی مخالفت پر تو خوش نہ ہو جیسے تو اس کو بیگانہ سمجھیں گے مگر تیرا تو وہ واقعی یگانہ ہے پس تو یگانہ کو بیگانہ نہ سمجھ باز آ باز آ خدا کا ہاتھ زبردست ہاتھ ہے یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔

مسیح موعود کی پاک اور مفید تعلیم کی نسبت بدگمانی پیدا کرنا گویا آفتاب کو چھپانا ہے یہ تعلیم کیا بلحاظ نظام جسمانی کے اور کیا بلحاظ نظام روحانی کے امن کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کا لانے والا محبت و وفا صلح و اتقا صدق و اخلاص سے خمیر کیا گیا ہے وہ راستی کا عصا ہے مبارک ہے سلطنت انگلشیہ جسکی ظل حمایت میں خدا نے اس کو قائم کیا ہے یہ سلطنت اپنے عدل و انصاف اور مذہبی صداقتوں کو غیر متعصبی کی نگاہ سے دیکھنے میں لاثانی ہے اسی لئے مختلف المذاہب قوموں پر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے اقتدار عطا بخشا ہے اور مسیح موعود جیسا دعاگو اور احمدی قوم جیسی تابعدار و فادار و دیانت داری سے اپنے فرائض کو ادا کرنے والی قوم اس کو عطا کی ہے

ہاں قادیان ہی وہ دارالامان ہے جس سے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیمیں نافذ ہوتی ہیں۔ قادیان کے اندر احمدی قوم کے امام اور سردار کے زیر سایہ زندگی بسر کرنیوالے بزرگ ہی اس قابل ہیں کہ دنیا میں عزت کی نظر سے دیکھے جائیں۔ ان بزرگوں کی شب دراز کی دینی خدمات جو وہ نہایت اخلاص اور دردمندی سے بجا لا رہے ہیں اس لائق ہیں کہ اسلام کی بہتری چاہنے والے اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر کرنیوالے ان کی پیروی کریں۔

اسی امن و امان کے مکان سے حق و صداقت کی حمایت ہوتی ہے۔ اسلام کے وہ انوار جن سے دنیا بے خبری کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہے اور جن کی حق کے متلاشیوں کو ضرورت ہے قادیان کے مشرق سے نمودار ہو کر خدا کے بے نفس بندوں کے ذریعہ سے اکناف عالم میں یورپ اور امریکہ تک پھیل رہے ہیں۔ ان مہاجرین کے اقوال و افعال دین کی نورانیت کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کا حال و قال فنا فی اللہ کا رنگ دکھلا کر پورے جوش سے اسلام کی ترقی پر تلا ہوا نظر آتا ہے ان کی جسمانی ہمتیں اور دعائیں رات دن اس خدمت میں مصروف ہو رہے ہیں۔ اسی دارالامان میں وہ درسگاہ بھی قائم ہے جو اسم بامسمی تعلیم الاسلام ہے۔ گلستان اسلام کے نوخیز نونہال جو اس درسگاہ میں تعلیم پا رہے ہیں ان کی پرورش جس طریق سے اس چمن میں ہو رہی ہے اور آسمانی باغبان کی نگرانی میں جس طرح سے ان پودوں کی آبیاری کی جاتی ہے نور الدین جیسا نافع الناس عالم بے بدل جس کا علم قرآن اور جس کا روشن دماغ ہر ایک میدان میں بالا سے بالا۔ دلائل حقیت اسلام پیش کرتا ہے انجمن صدر احمدیہ قادیان کی صدارت پر ممتاز ہو کر اپنے بے نفس اصحاب کی مدد سے اس درسگاہ کی غور و پرداخت میں مشغول ہے۔ صبح سے لیکر شام تک ہر ایک طبقہ میں ہر طرح کے علوم کا فیضان بانٹ رہا ہے۔ درس قرآن۔ درس حدیث۔ درس فقہ۔ درس علم کلام۔ درس تصوف۔ درس علم طب غرضیکہ ہر ایک شاخ میں اسی قائم جیسا قوم کا اور مخلص خادم مسیح موعود کا روشن دماغ کام کر رہا ہے۔ اور مولوی سید محمد احسن صاحب جو علم مناظرہ میں ید طولی رکھتے ہیں مخالفین کی تحریرات اور تصنیفات کے قلع قمع کرنے میں سرتاپا مصروف ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر اسی کی دھن میں لگا ہوا ہے وہ یورپ اور امریکہ میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ سے اسلام کی زبردست تحریک کر رہا ہے اور اس سلسلہ کا سردار اور امام حضرت مسیح موعود اپنی روحانی فوج کے ساتھ رات دن دعاؤں میں لگا ہوا ہے اور اپنے پاک انفاس سے ہر قسم کے باطل کو پاش پاش کر کے اپنی روحانی فوج کی ترقی کے واسطے میدان خالی کرا رہا ہے جس سے امید بڑھ بڑھ کر یقین دلاتی ہے کہ گلستان اسلام کی پر رونق بہار کے دن آنیوالے ہیں۔

دارالامان کے بزرگوں کی مساعی جمیلہ جسطرح اسلام کی پاک روشنی کو ظاہر کر رہی ہیں اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ملک میں امن و امان کی روح پھونکنے والی ہیں اس سلسلہ احمدی کے سردار کی تعلیم اور ان بزرگوں کی نصائح مبارک ہیں قوم کے حق میں۔ مبارک ہیں گورنمنٹ کے حق میں وہ دل جو اس سرزمین میں تیار رکھے جاتے ہیں یا تیار کرنے کی کوشش کیجاتی ہے سچے ہمدرد دل ہیں اسلام کے اور سچے ہمدرد ہیں بنی نوع انسان کے اور سچے ہمدرد و فادار دل ہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے۔ دارالامان کا ہر ایک اخبار یا رسالہ ہر ایک تحریر چھوٹی ہو یا بڑی اس وفاداری کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے جو ان کا امام خدا کے حکم سے ان کو دیتا ہے۔ مبارک ہیں وہ احمدی جو اس وفاداری کے سبق کو یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ بزرگان قوم جو یہ وفاداری کا سبق یاد کراتے ہیں اور مبارک ہے وہ مقام جس سے یہ وفاداری کی تعلیم ملک میں پھیلتی ہے اور مبارک ہے وہ امام جو امن و وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور پھر مبارک ہے وہ گورنمنٹ جس کے عہد حکومت میں یہ وفاداری کی تعلیم محض صدق و راستی کی پیروی کر کے خدا یکتا کا جلال پھیلانے کے واسطے دیجاتی ہے تاکہ جیسی اسکی مرضی آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو اور آسمان و زمین کا صرف ایک ہی یگانہ خدا تسلیم کیا جائے اور اسی کی یگی فرمانبرداری کی جوا گردن پر رکھا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر کہ ہر قسم کی قدرت اور طاقت تیرے ہی ہاتھ اور حقیقی نجات تیرے ہی فضل پر موقوف ہے۔

آخر پر حضور مسیح موعود کا ایک چھوٹا سا خط درج کیا جاتا ہے جو آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام تحریر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کس غرض سے خدا کا حکم پہنچانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ یہ مختصر خط بجائے خود احمدی قوم کیلئے ایک یاد رکھنے والا سبق ہے۔ جس سے زندگی بسر کرنیکا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اپنے امام کے حکموں پر چلنے کی پوری توفیق بخشے اور ایسا ہو کہ وہ امام کے منشاء کے مطابق وفاداری کا طریق اختیار کریں اور غربت اور عجز سے زندگی بسر کرنیوالے ہوں

حضرت مسیح موعود کا پورا نا خط حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت جل شانہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھاوے۔ ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء

حضرت مسیح موعود کا عاجز خادم خاکسار میر حامد شاہ۔ حال مقیم قادیان۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

کلام المسیح

آج ۵ ستمبر صبح ۹ بجے حضرت روح اللہ کے دست مبارک پر دس بارہ آدمیوں نے دارالبرکات کے صحن میں بیعت کی۔

حضور نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ عرض ہے۔ کیونکہ عاجز کو وہاں حاضری کا موقع مل گیا تھا۔ فلیبلغ الشاھد الغائب

حدیث میں آیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی۔ تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لئے بہشت بنا لے یا جہنم۔

انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کیجائے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا ہی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قایل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذر قلب تک پہنچتی ہے پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آئیندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جاوے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کیجائے اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں انسان کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ عذاب آنیسے پہلے اس کے حضور میں جھک جائے اور اس کا امن مانگتا رہے عذاب آنے پر گڑگڑانا اور دعا و قبا پکارنا تو سب قوموں میں یکساں ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا کا عذاب چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہو ایک عیسائی ایک آریہ ایک چوہڑا بھی اس وقت پکار اٹھتا ہے کہ الٰہی ہمیں بچائیو۔ اگر مومن بھی ایسا کرے تو پھر اس میں اور غیروں میں فرق کیا ہوا۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ عذاب آنیسے قبل خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاکر خدا کے حضور گڑگڑائے۔ اس بات کو اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ کہ مومن وہی ہے جو عذاب آنے سے پہلے کلام الٰہی پر یقین کر کے عذاب کو وارد سمجھے۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے دعا کرے دیکھو ایک آدمی جو توبہ کرتا ہے دعا میں لگا رہتا ہے تو وہ صرف اپنے پر نہیں بلکہ اپنے بال بچوں پر اپنے قریبیوں پر رحم کرتا ہے کہ وہ سب ایک کے لئے بچائے جا سکتے ہیں ایسا ہی جو غفلت کرتا ہے تو نہ صرف اپنے لئے برا کرتا ہے بلکہ اپنے تمام کنبے کا بد خواہ ہے۔

یہ بڑا نازک وقت ہے خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ مشتعل ہے نہیں معلوم کہ آئیندہ موسم طاعون میں کیا ہونیوالا ہے اس کا کلام مجھے اطلاع دیتا ہے۔ کہ آگے سے بڑھ کر مری پڑے گی پس مومنو! قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ دعا میں لگے رہو۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاکلون کما یاکلون الانعام والنار مثوی لھم۔ یعنے چارپایوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائیگی۔ چاہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا اسے ذلیل نہیں کرتا جو اسکی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ مرنا تو بیشک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آجکل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں خدا اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو۔ کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو۔ کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو۔ تا خدا کے حضور اجر پاؤ۔ حضرت علیؓ کی نسبت روایت ہے کہ ایک کافر نے جس پر قابو پا چکے تھے ان کے منہ پر تھوکا تو آپ نے چھوڑ دیا۔ اس نے پوچھا یہ کیوں تو فرمایا اب میرے نفس کی بات درمیان میں آگئی اس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نفسانی کاموں سے اسقدر الگ ہیں تو مسلمان ہو گیا ایسے ایسے عملی نمونوں سے وہ کام ہو سکتا ہے جو کئی تقریریں اور وعظ نہیں کرتے۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

بازدو دعوے کا مقدمہ اور مسلمان بی بی کا عیسائی بنجانا

جناب من۔ فیروزپور کا شہاب الدین ناطق والا مقدمہ جسمیں انہوں نے اپنی بیوی پر بازدعوی کی نالش کی تھی جب منصف صاحب فیروزپور کی عدالت سے ڈگری ملگئی تو اجرائے ڈگری کے وقت مولوی فضل الرحمن نے جو مدعی کے خسر ہیں کہا کہ مدعی کی بیوی عیسائی ہو گئی ہے اور چونکہ عیسائی ہو جانیسے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا مدعی کو باز و نہیں ملسکتا ہے۔ اسپر مدعی نے صاحب سشن جج فیروزپور کی عدالت میں اپیل کیا۔ صاحب سشن جج نے نہایت دادرسی اور حق شناسی کے واقعات اور شہادتوں کی بنا پر نہایت منصفانہ فیصلہ دیا کہ لڑکی جس کے باز دعوی کی نالش ہے بدنیتی سے عیسائی ہے۔ یا بنائی گئی ہے۔ واقعات اسکی نیک نیتی کی شہادت نہیں دیتے اور شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ وہ اب بھی عملاً اسلام کی پابند ہے۔ لہذا چونکہ بدنیتی سے وہ عیسائی ہے۔ اسلئے نکاح فسخ نہیں ہوا۔ مدعی کو باز و ملنا چاہیئے۔ اگر مسماۃ مریم زینب مسماۃ جینت بی بی دختر مولوی فضل الرحمن (زوجہ شہاب الدین ناطق) اپنے خاوند کے گھر نہ جائے تو ۶ ماہ کے لئے سول جیل میں بھیجی جائے۔ اسپر لڑکی کے ہٹ دہرم باپ نے چیف کورٹ میں اپیل کیا ہے جو رکھ لینا ہو گیا ہے سمن جاری ہو نیوالے ہیں دیکھئے فاضل جج اس اہم مقدمہ میں کیا فیصلہ دیتے ہیں گو صاحب سشن جج کا فیصلہ قابل اعتراض نہیں مگر تاہم آنریبل جج کے فیصلہ کا ضرور انتظار ہے۔ علمائے دین کو اس موقع پر ضرور اس مسئلہ کے فیصلہ کیطرف کامل توجہ کرنی چاہیئے۔ (راقم ناظر)

محکمہ ڈاک میں مزید رعایات

وزیر ہند نے اس محکمہ میں ذیل کی مزید رعایات منظور کی ہیں جنکے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے کامرس و تجارت کو ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے اعلان شایع ہو گیا ہے + رعایات۔ نصف آنہ میں جہاں کہ اگے ۱۳ (دیون) تولہ وزن کی چٹھی ہندوستان میں بذریعہ ڈاک جا سکتی تھی۔ اب اس کی بجائے ایک تولہ تک جا سکیگی۔ (۲) ایک آنہ میں جہاں کہ آگے صرف ۱½ تولہ وزنی چٹھی جا سکتی تھی اب دس تولہ تک جا سکیگی۔ اور ہر دس تولہ یا دس تولہ کی کسر کیلئے ایک آنہ چارج کیا جاویگا۔ (۳) فارن ڈاک کے لئے آنہ میں نصف اونس کی بجائے اب پورا اونس جا سکیگا + (۴) فارن ڈاک میں آگے جہاں ۲½ آنہ میں صرف نصف اونس جا سکتا تھا اب اسکی بجائے ایک اونس جایا کریگا۔ (۵) پارسلوں کی شرح محصول میں بھی تخفیف کیگئی ہے۔ آگے ۲ر میں صرف ۴۰ تولہ تک جا سکتا تھا لیکن اب چالیس تولہ تک جا سکے گا۔ مندرجہ صدر جملہ رعایات یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء سے عمل میں آئیں گی +

ناظرین۔ ہمارے پرچہ میں حکیم ڈاکٹر غلام نبی بند بدلۃ الحکمۃ موچی دروازہ لاہور کا ضمیمہ ملاحظہ سے گذریگا۔

انجمن احمدیہ مونگیر اور ہماری احمدیوں کو دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ انجمن احمدیہ مونگیر (جو قریب چار برس سے قائم ہے ۔ مگر بے توجہی ممبران کی وجہ سے عملی کارروائی بہت کم کر سکی ہے اکے چند ممبر اب بموجب ارشاد و تاکید حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ پوری مستعدی کے ساتھ اس انجمن کو مطابق قواعد شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مضبوطی کے ساتھ قائم کر کے صدر انجمن احمدیہ کی ایک شاخ قرار دیجائے تاکہ عملی کارروائی اب سے برابر پوری کامیابی کے ساتھ عمل میں آیا کرے ۔ مگر چونکہ صوبہ بہار میں ابھی تک احمدیوں کی جماعت بہت مختصر اور مختلف جگہوں میں ہے اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار بمقام مونگیر جمع کیا جائے اور بمشورہ کُل احباب کے امور طے پائیں ۔ چنانچہ جن حضرات کے نام ممبران انجمن کو معلوم تھے اُن کے نام سے خطوط دعوت بھی روانہ کئے گئے ہیں اور اب اس اخبار گوہر بار کے ذریعہ سے بھی اضلاع مونگیر بھاگلپور، پورنیہ، پٹنہ، مظفر پور، دربھنگہ، چھپرا، شاہ آباد، ہزاری باغ وغیرہ غرضیکہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار انجمن احمدیہ مونگیر کو باضابطہ بنانے کے لئے کمیٹی ہوگی اُس میں آپ کل صاحبان کی شرکت بہت ضروری ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آپ صاحبان اس کام کو دینی کام سمجھکر اور اپنے اقرار "دین کو دُنیا پر مقدم رکھونگا" کا خیال فرما کر ۲۱ ستمبر کو ہی بمقام مونگیر محلہ لال دروازہ غریب خانہ پر اس عاجز کے کہ جہاں احباب کے قیام اور کمیٹی کا بندوبست کیا گیا ہے تشریف لاوینگے ۔ اور اپنے آنے کی اطلاع کم سے کم چار روز قبل بھی ضرور خاکسار کو مطلع فرمائینگے ۔ اگر آپ لوگوں نے اس پہلی ہی سیڑھی پر بے توجہی سے کام لیا تو صوبہ بہار کی اس پہلی احمدیہ انجمن کا قیام بھی محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ اور مقاموں میں بھی انجمنوں کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جائے ۔ مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ لوگوں کے دل میں جوش پیدا کریگا اور آپ لوگ اپنا اپنا دُنیاوی نقصان گوارا کر کے بھی ضرور تشریف لائینگے ۔ اور پھر ایک جہتی کے ساتھ ایسا کام کرینگے کہ صرف اس ایک انجمن کا قیام کیا صوبہ بہار کے کم سے کم ہر شہر میں بہت جلد جلد احمدیہ انجمنیں قائم ہو جائینگی ۔ اخیر میں ایک عرض یہ ہے کہ جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ صرف اپنی ہی ذات تک اس خبر کو محدود نہ رکھیں بلکہ جن جن احباب سے وہ واقف ہوں اُن تک بکوشش تمام اس خبر کو خود سے جا کر یا بذریعہ خط پہنچائیں اور مجبور کر کے اُنکو اپنے ساتھ لائیں ۔ خدا اسکا اجر دیگا ۔ فقط

(آپکا مخلص بھائی حکیم محمد خلیل پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ مونگیر)

استفسار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ اما بعد عرض چنان است کہ در معنے این آیۃ شریف کہ در سورۂ واقعہ است والسابقون السابقون ۝ اولٰئک المقربون ۝ فی جنّٰت النعیم ۝ ثلّۃ من الاولین ۝ و قلیل من الاٰخرین ۝ کہ مردم میگویند کہ مقربین گروہ ہستند از اولین کہ صحابۂ محمد رسول اللہ ہستند و مقربین اندک ہستند از آخرین کہ صحابۂ مسیح موعود ہستند ۔ این معنے نزد بابان درست نیست بلکہ صحیح این است کہ مقربین در اولین صحابہ بسیار ہستند و در آخرین صحابہ اندک ہستند ۔ و ایضاً در اتباع مسیح موعود در آن کسان کہ در مدت اول در بیعت داخل ہستند ۔ در آن مقربین بسیار ہستند و آن کسان کہ در بیعت آخرین باشند در آن مقربین کم ہستند ۔ ہرچہ معنے دیگر مردم است درست نیست ازین سبب کہ آن از سورۂ فاتحہ مخالف است زیرا کہ این ہم یک نعمت عظیم است کہ در اتباع مسیح موعود مقربین بسیار باشند ہمان مقدار کہ در صحابۂ محمد رسول اللہ بسیار بودند پس این نعمت بہ مسیح موعود چرا زیادہ نشدہ است دیگر اینکہ از حدیث شریف نیز مخالف است کہ پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است کہ مثال امت من مثل باران است معلوم نمی شود کہ اولش خیر است یا آخر آن ۔ و ازین آیۃ شریف نیز مخالف است ۔ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ سورہ التوبۃ پ ۱۱ ۔ و ازین آیۃ شریف نیز مخالف است سورۂ جمعہ پ ۲۸ و آخرین منہم الخ الغرض درین امر فیصلہ میخواہیم دیگر اینکہ دعای جامع میخواہیم کہ در حق بابان عاجزان مرحمت فرمودہ شود ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ العارض عبد الستار افغان از قادیان ۔ و غلام محمد افغان از قادیان ۔

جواب از طرف حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی ۔ این عاجز از صبح بیمار است اسہال و پیچش است ازین باعث درین امر زیادہ نتوانم نوشت حق الامر این است کہ در آیت ثلّۃ من الاولین و قلیل من الاٰخرین بیان آن واقعہ است کہ در آن زمانہ بظہور آمدہ و مراد این است کہ آنانکہ در اول حالت اسلام با وجود قلت جماعت و صدہا مصائب و شدائد داخل اسلام شدند و از ہمہ نوع مصیبت ہا دیدند و صدق و وفاء خود ظاہر نمودند و جان ہائے خود درین راہ و اہدایا برائے دادن طیار شدند آن گروہ مقربین ہست لیکن این صورت اخلاص آنانرا کم میسر آمدہ کہ در حالت فتح و نصرت اسلام و خاتمہ مصائب داخل اسلام شدند پس از ایشان مقربان کم ہستند ہمین قاعدہ در زمانہ مسیح عائد می شود ۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ و نکات فرمودہ حضرت حکیم الامۃ

۱ ۔ خدا کی رحمانیت اور فضل میں یہ فرق ہے کہ رحمانیت کیلئے کسی جاذب کی ضرورت نہیں مگر فضل کے لئے کسی جاذب کی ضرورت ہے ۔

۲ ۔ فضل کا جاذب ایمان ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ لازم ملزوم ہیں ۔

۳ ۔ نجات فضل سے ہے اور فضل کو ایمان کھینچتا ہے جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا جائیگا ویسے ویسے اعمال صالحہ بھی ترقی کرتے جائینگے ۔

۴ ۔ اعلےٰ درجہ کے انسانوں سے تعلق پکڑنے سے واہیات خیالات دور ہو جاتے ہیں ۔

۵ ۔ سیار خدا کو ڈھونڈ کر بیٹھ اسکے پاس چلا جا کیونکہ وہ خدا کے پاس ہی رہتا ہے ۔

۶ ۔ بہت بکواس آدمی کے قلب کو مردہ کر دیتا ہے ۔

۷ ۔ کیمیا گروں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں سمجھی اگر وہ قانون قدرت پر غور کرتے کہ اللہ تعالےٰ

فیصلہ قرآنی پر نظر

بکم اگست ۱۹۰۷ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون منجانب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب انچارج سول ہسپتال وانو (وزیرستان) بعنوان "فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی" دیکھنے میں آیا۔ اس کو دیکھ کر مضمون نگار صاحب کی عقل و فکر پر کمال افسوس ہوا کہ کیونکر ان صاحب نے "فیصلہ قرآنی" عنوان رکھنے کے باوجود قرآنی دلائل سے گریز کیا ہے۔ چونکہ مضمون لمبا ہے اس لئے اس پر بطور قولہ و اقول کے کلام کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور عجب نہیں کہ کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کر لے بنابریں اسی طرز (قولہ و اقول) پر فیصلہ قرآنی پر نظر کی جاتی ہے اور پیسہ اخبار روزانہ کے ایڈیٹر صاحب سے التماس ہے کہ براہ عنایت اس کو اپنے اخبار میں کسی جگہ دیگر مشکور فرماویں جیسے کہ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کا مضمون درج کر دیا ہے اس لئے جواب کا درج ہونا بھی پیسہ اخبار میں ضروری ہے۔ اگر پیسہ اخبار نے اس مضمون کو درج نہ کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ پیسہ اخبار میں انصاف کا مادہ بالکل مفقود ہے۔

قولہ۔ آجکل کے شور و شغب کے زمانے میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عجیب مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلنے کا ثمرہ۔ علماء دین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی **بدعات** سیئہ جاری کر رہے ہیں۔

اقول۔ جب آپ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ اس زمانے میں اُمت محمدیہ صلعم کا ایسا خراب حال ہو رہا ہے اور وہ ہر ایک طرح کے حوادث و مصائب سماوی میں مبتلا ہو رہی ہے تو گویا خود اس ضرورت کو آپنے تسلیم کر لیا ہے کہ جس کا دعوےٰ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے کیونکہ مرزا صاحب کا بھی یہی دعوےٰ ہے کہ میں حکم عدل ہو کر اور مسیح موعود و مہدی معہود ہو کر ان تمام خرابیوں کو دور کرانے کے لئے آیا ہوں کہ جنکا ڈاکٹر نور حسین صاحب نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا کام اُن تمام بدعات سیئہ کو مٹانا اور عجیب مصائب و حوادث سماوی سے بچنے کی تدبیریں بتلانا ہے جس سے کہ وہ اُن میں گرفتار ہونے سے بچ جاویں اور ایسا ہی اس ایک بڑے سے بڑے اور مشرک بنانے والے بدعت کو دور کرنا بھی ملحوظ خاطر ہے کہ جس میں مبتلا ہو کر کثیر التعداد مسلمانوں نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھا کر آنحضرت صلعم کی توہین روا رکھی ہے۔ جس نے ایک نصرانی کو یہ کہنے کا حوصلہ دلایا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کی اللہ تعالےٰ کو ہرگز ہرگز خاطر منظور نہ تھی کیونکہ آنحضرت صلعم سے باوجودیکہ کفار نے او ترقی فی السماء کہکر آسمان پر چڑھنے کا معجزہ مانگا مگر پھر بھی اُن کو آسمان پر نہ چڑھایا گیا اور ھل کنت الا بشرا رسولا کہکر ٹال دیا گیا یعنے بشریت کو آسمان پر چڑھنے سے مانع ٹھیرایا مگر حضرت عیسیٰ کو باوجود بشر ہونے کے بھی آسمان پر چڑھا لیا جس سے یہ استدلال کرنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا کہ یا تو حضرت عیسیٰ بشر نہیں ہیں اور یا وہ قول کہ ھل کنت الا بشرا رسولا صرف آنحضرت صلعم کو ٹالنے کے لئے تھا جس سے اُس کے سچے قول ہونے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلعم بشریت کی وجہ سے آسمان پر چڑھ نہیں سکتے تھے تو حضرت عیسےٰ بھی اگر بشر ہیں تو نہیں چڑھ سکتے اگر چڑھے ہیں تو بشر ثابت نہ ہونے سے ہی قول بالا سچا ہو سکتا ہے جس سے عیسائیوں کی بن آتی ہے۔ ایسا ہی یہ بدعت بھی بڑی سے بڑی بدعت ہے جو یقین کیا جاتا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کو مخالفوں نے جب چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایک ایسی غار میں جانے کا امر کیا کہ جس میں سانپ تھے جن میں سے ایک نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں کاٹا بھی تھا۔ مگر جب حضرت عیسیٰ کے مخالفوں نے اُن کو گھیرا اور مار ڈالنا اور مار ڈالنا چاہا تو بقول ان عقل کے دشمنوں کے خدا تعالےٰ نے اُنکو آسمان پر اُٹھا لیا تا کہ کسی طرح کی اُن کو زمینی ایذا نہ پہنچ سکے مگر سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ کو ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھایا تھا تو کیا اللہ تعالےٰ پر نعوذ باللہ ایسا یہودیوں کا خوف طاری ہو گیا تھا جو زمین پر بچانا محال لازم آ گیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ الخ کی مصداق ہے ایسے ہی سخت تھی کہ اللہ تعالےٰ بھی نعوذ باللہ اُن کے حملے سے حضرت عیسےٰ کو محفوظ زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا؟ اگر نعوذ باللہ ایسا ہی تھا تو یہ بتلانا فرض ہوگا کہ آں حضرت صلعم کو کس طرح بچا سکا کیونکہ عرب کی جنگجو قوم بھی کسی طرح کم نہ تھی جیسے کہ اُن کے کارناموں سے پایا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر بچاس بچاس برس کی لڑائی رہتی تھی اور ہزاروں کا خون خرابہ ہو جاتا تھا کیا ابوبکر اور تغلب کی لڑائی کا واقع آپکو بھول گیا؟ جب ایسی سخت قوم سے آنحضرت صلعم کو بچا لیا اور بڑی آسانی سے بچا لیا تو پھر یہودیوں سے ایسا خوف کھانا نعوذ باللہ کیسے تسلیم کیا جاوے؟ اس کے علاوہ ایک نصرانی یہ بھی اس سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کا ہرگز ہرگز پاس نہ تھا کیونکہ جب آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے آپ کو گھیرا تو آپ کو ایسی غار میں جانے کا حکم ہوا کہ جس میں جان کا خطرہ تھا یعنے سانپ تھے مگر جب ویسا ہی واقع حضرت عیسےٰ کے ساتھ پیش آیا تو اُن کو فوراً آسمان پر چڑھا لیا تا کہ ہر طرح کے زمینی صدمہ سے محفوظ رہ سکیں اس لئے معلوم ہو کہ حضرت عیسےٰ کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم سے زیادہ عزت ہے۔ غرضکہ ایسی ایسی ہزاروں بدعات ہیں جو جاری کر رکھی ہیں مگر تعجب تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب کو باوجودیکہ یہ امر مسلم ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے اُنکا ایسا خراب حال ہو گیا ہے کہ وہ **بدعات** سیئہ جاری کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ آنحضرت صلعم کی توہین کرنے کے درپے ہو رہے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کی بھی توہین لازم آتی ہے کہ گویا وہ یہودیوں سے نعوذ باللہ وہ ایسا ڈرا کہ اُس کو آسمان سے ورے حضرت عیسےٰ کے بچانے کی کوئی جگہ ہی نظر نہ آئے۔ میرزا صاحب کے مبعوث ہونے پر بُرا مناتے ہیں حالانکہ جو ٹکڑے پارچے دین کے علماء نے کر دئے ہیں اُن کے جوڑنے کی از حد ضرورت ہے۔ پھر نہ معلوم ڈاکٹر جی کو کیوں

میرزا صاحب کا مبعوث ہونا زہر ہلاہل کی طرح نظر آیا؟ جب کہ وہ خود دیکھتے ہیں کہ امت مرحومہ عجیب مصائب و حوادث سماوی میں مبتلا ہے کیا قرآنی فیصلہ لکھتے وقت ظہر الفساد فی البر و البحر کا نقشہ نظر کے سامنے سے اوتر گیا تھا کہ کیونکر ایسے وقت میں مامور من اللہ کا آنا نہایت ضروری ہے؟ اگر اس بات سے آپ نے جان بوجھ کر اغماض کیا ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآنی نہیں ہے بلکہ مکائد شیطانی ہیں کہ باوجود تسلیم ضرورت مامور کے مامور پر حملہ بازی کی جاتی ہے۔

قولہ۔ ان میں سے ایک تو میرزا صاحب ہیں جنھوں نے دعوے مسیح موعود کیا ہوا ہے گو کہ **علماء کرام** نے آپ کو ہزاروں چیلنج دیئے اور میدان میں مباہلہ و مباحثہ کے واسطے بلایا مگر آنجناب قادیان سے باہر نکلے

اقول۔ خود ہی غور کریں کہ جن علماء کی ایسی گندی حالت کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جو آپ کے ہی الفاظ میں آپکے روبرو پیش کی جاتی ہے کہ "علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے فرقے بنا رہے ہیں" کیا وہ اس لائق ہیں کہ آپ اُن کو علماء کرام کا خطاب دیں یا کوئی اُن سے کسی قسم کا بحث مباحثہ یا مباہلہ کرے؟ میرے خیال میں آپ عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ خود ہی اُنکو علماء کرام بنا کر اُن سے بحث مباحثہ و مباہلہ نہ کرنے کا سبب دریافت کرتے ہیں کہ کیوں میدان میں نہیں نکلے؟ اجی! مرد آدمی! کیا کہہ رہے ہو کچھ ہوش کی دوائی کر فیصلہ قرآنی لکھا ہوتا؟ کیا یہ علماء جن کو آپ مخرب دین بدعات سیئہ کے جاری کرنیوالے۔ اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے بنا کر نئے فرقے بنانے والے تسلیم کرتے ہیں اس لائق ہیں کہ اُن سے کسی قسم کا مباحثہ کیا جاوے میرے خیال میں آپ جیسا اگر ایسا خیال کرے تو اُس کی کمال دانائی پر دال ہے۔

قولہ۔ حضرت اقدس خواجۂ عالم قطب زمان **مجدد دوران** آل عبا حضرت مخدومی سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مقابلہ میں ہرگز نہ آئے۔

اقول۔ **مجدد دوران** کا لقب پیر جی نے کب سے اختیار کیا ہے؟ آیا یہ لقب پیر گولڑوی صاحب کو خدا کی طرف سے الہامی عطا ہوا ہے یا پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند کی مثل کو پورا کرنے کے لئے آپنے پیر صاحب کی گردن پر یہ احسان کیا ہے کہ جس بات کی اُنکو کبھی جرأت نہ ہو سکی وہ بات اُن کے لئے تحریر کر ماری؟ کیا میرزا صاحب گولڑوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے یا گولڑوی صاحب تفسیر القرآن لکھنے سے بوجہ اپنی کم علمی کے انکار و فرار و حیلہ و بہانہ کر کے روپوش ہوئے اور اب اُن کے چیلے چانٹے گپ بازیوں سے دل خوش کر کے پیر جی کی جے کا راگ آلاپ رہے ہیں؟

قولہ۔ میرزا صاحب اپنے آپ کو بروزی نبی بتلاتے ہیں مگر اُس کی دلیل قرآن و حدیث نبوی سے ہرگز نہیں لاتے حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جتنے نبی و مرسل آچکے ہیں اُن میں سے کسی ایک بروزی کا نام لیجئے یہ دعوے ختم نبوت کے برخلاف ہے۔

اقول۔ میرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے دعوے کے متعلق نہ ایک نہ دو بلکہ بے شمار دلائل پیش کئے ہیں جو کہ قرآن و حدیث و عقل نقل کے علاوہ نشانات سماوی و زمینی پر بھی مبنی ہیں مگر آپنے یا تو میرزا صاحب کی کتابیں نہیں مطالع کی ہیں یا پیر جی کی مدح سرائی نے آپ کو حق کی تکذیب کرنے کے لئے بھڑکایا اور با ایں ہمہ مخلوق کو دھوکہ دینے کی خاطر فیصلہ قرآنی کا عنوان لکھوایا۔ حالانکہ آپ کے مضمون میں اس کی کچھ بھی جھلک نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جسقدر انبیاء گذرے ہیں اول تو اُن کا نام و حال اللہ تعالے نے ظاہر نہیں کیا بلکہ صرف یہی کہکر فیصلہ کر دیا کہ منھم من قصصنا و منھم لم نقصص دوئم آپ کو تمام انبیاء کے بروز دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جس حالت میں کہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہر ایک مومن مسلمان تسلیم کرتا ہے کیا آپ کو یاد نہیں کہ یہ آنحضرت صلعم کے لئے ہی کہا گیا ہے اور اعلے وجہ البصیرت کہا گیا ہے کہ ؎ حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۞ پس جب آنحضرت صلعم کے اندر تمام انبیاء کے کمالات تسلیم کئے گئے ہیں تو خود آپ کو جملہ انبیا کا بروز تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ بروز کے معنے ہی یہ ہیں کہ ایک کی صفات کا دوسری میں داخل ہونا پس جبکہ آنحضرت صلعم کو جامع جمیع کمالات انبیاء تسلیم کیا گیا تو گویا دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء کے بروز ہیں اور ہے بھی سچ کیونکہ آں حضرت صلعم کو افضل الرسل اور افضل الانبیاء تسلیم کیا گیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضل کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اُن تمام کے جن سے کہ وہ افضل ہے کمالات سے فیضیاب ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ اُن کمالات میں یا خرق عادت میں یا نشانات میں ذرا الف تا یا مطابقت کھاتا ہو۔ کیونکہ نکتہ شناس کے لئے اس کی کچھ ایسی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک نمونہ اس کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو کہ طالب صادق پر یہ امر اچھی طرح ہویدا کر سکتا ہے کہ فی الواقع آں حضرت صلعم دیگر انبیاء کے بروز تھے۔ سورۃ یوسف کے سُنانے سے علاوہ دوسری منشاء کے یہ بھی ایک غرض تھی کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ماجائے بھائیوں سے دُکھ و ایذا پا کر اپنے ملک سے نکالے گئے تھے اسی طرح مکہ کی سرزمین سے آنحضرت صلعم جو بروز یوسف علیہ السلام ہیں نکالے جاویں گے اور کہ جس طرح جناب یوسف علیہ السلام ایک عرصہ بعید کے بعد اعلے مرتبہ ہو گئے تھے اور اُن بھائیوں نے اُن سے آخر کو معافی چاہی تھی جسپر یوسف علیہ السلام نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر عفو کیا تھا ایسے ہی آنحضرت صلعم بھی مکہ سے نکالے جانے کے ایک عرصہ بعد کامیاب مظفر و منصور ہو کر مکہ میں واپس آوینگے اور یہ تمام برادران قوم جن کو برادران یوسف کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں اُن سے معافی کے خواستگار ہونگے اور آں حضرت صلعم معافی کے واسطے وہی الفاظ زبان پر لا کر معافی دینگے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان کر کے اپنے بھائیوں کو معافی دی تھی یعنے لا تثریب علیکم الیوم۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز آنحضرت صلعم نے قریش کے معافی طلب کرنے پر لا تثریب علیکم الیوم کہکر معافی دی تھی جس سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرورکائنات صلعم نے اپنے آپ کو برادر یوسف علیہ السلام خیال کرنے کی وجہ سے ہی لا تثریب علیکم الیوم فرمایا تھا۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب کے غور کرنے کیلئے صرف اسی قدر ہی کافی سے زیادہ ہے بشرطیکہ گولڑویت یا ئیسزان (زہر) نے اپنا پورا گھر نہ کر لیا ہو۔ رہا بروز دعوے کا ختم نبوت کے منافی ہونا تو اُس کے لئے یہ لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب پہلے ختم نبوت کے معنے بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کلام تا قیامت نہیں کریگا یعنے اُس کی کلام کرنے کی صفت ہی اُس کی ذات سے زائل ہو جاویگی؟ اگر یہی بات ہے تو سہ خوب ملائی تم نے توحید الہ۔ وہ خدا جو اپنی ذات وصفات میں یکتا اور لم یزل لایزال ہے اپنی ذات وصفات میں وہ آں حضرت صلعم کے بعد نعوذ باللہ ایسا عاجز و کمزور ہو گیا کہ صفت کلام کرنے کی ہی اُس کی ذات سے زائل ہو گئی؟ اگر ایسا ہی ہے تو معلوم ہوا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تعلیم محض بے سود اور ایسی دعا کرانے کی توفی پر محال ہے کیونکہ سب سے بڑی نعمت خدا سے ہمکلام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اگر میرزا صاحب کا دعوے مسیحت و مہدویت ختم کا منافی ہے تو حضرت عیسٰی کا دوبارہ آنا اور چالیس برس رہکر کار زار کرنا کیوں ختم نبوت کے منافی نہیں؟ بینوا توجروا۔

قولہ۔ خرق عادات ومعجزات جس قدر انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوئیں اُن کا عشر عشیر بھی جناب میرزا صاحب سے نہیں ظاہر ہوا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات کا زور یہ سب عذاب الٰہی میرزا صاحب کے دعوے کے باعث ہیں۔ اگر میرزا صاحب نبوت کا دعوے آج چھوڑ دیں تو یہ قہر ربانی بھی مخلوق خدا سے اُٹھ جاوے سہ
اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست ٭

اقول۔ تمام انبیاء کے منکر اور خود آں حضرت صلعم کے منکر بھی یہی کہتے رہے کہ خرق عادت ومعجزات جس قدر انبیاء سے ظاہر ہوئے وہ اس نبی سے ظاہر نہیں ہوئے قرآن گواہ ہے خارجی دلائل کی ضرورت نہیں غور سے دیکھیں اور غور کریں۔ لیکن مجکو پھر در قرآنی فیصلہ کا عنوان دیکھکر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ یہ کس قسم کا فیصلہ قرآنی ہے جسکو قرآن دھکے دیتا ہے؟ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ آئی ہے کہ چونکہ ڈاکٹر نور حسین صاحب ایسے علماء کو جن کو کہ وہ خود تفرقہ ڈالنے والے۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ بدعات سیئہ جاری کرنے والے تسلیم کرتے ہیں اُن کی حمایت کرتے ہیں اور انہوں نے بعض کو مجدد دوران وقطب زمان بنا کر چھوٹا مُنہ بڑی بات والی مثال کو پورا کرتے ہیں اس لئے قرآن نے اُن کو دھکے دیے اور فیصلہ قرآنی کا تحریر کرنے کے بجائے اُن سے ایسی تحریر شائع ہوئی کہ جسکو مکاید شیطانی کہنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا۔ شاباش! شاباش!! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر کیسے مرداں! ایسے ہی! جو کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ یہ الفاظ بیان کرتے رہے کہ ویقولون لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ سورۃ یونس اور کہتے ہیں کہ اسپر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اونترا وقالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ سورۃ عنکبوت ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیات من ربہ ط سورۃ رعد اور منکرین کہتے ہیں کہ اسپر اسکے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اونترا۔ بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون سورۃ الانبیاء بلکہ کہنے لگے کہ یہ تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے (کلام الٰہی نہیں ہے) بلکہ اس نے جھوٹی جھوٹی باتیں اپنے دل سے بنالیں ہیں بلکہ یہ شاعر ہے (اور اگر یہ واقعی میں پیغمبر ہے) تو جس طرح اگلے پیغمبر (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے اسی طرح یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے سامنے لے آئے۔

پس جبکہ منکر معاندین کے پاس معجزات وخرق عادت نشانات دیکھنے کی یہ وجہ کور باطنی کی ہمیشہ مذکورہ بالا گفتار ہے تو اس زمانے کے علماء جو ڈاکٹر نور حسین صاحب کے نزدیک بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے اور قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ نئے فرقے بنانے والے ہیں جن کے ڈاکٹر صاحب خود بھی باوجود اس اقرار کے مدح سرائی کرتے ہیں اور بعض کو اُن میں سے قطب زمان مجدد دوران اور مسیح الزمان بنانے کا بھی شوق رکھتے ہیں جسکے دعوے کی کبھی انکو جرات نہ ہو سکے جسکے لئے پیران نمے پرند و مریدان مے پرانند کی مثل صادق آتی ہے) اور اُن کی تائید کرنے والوں کو کیونکر خرق عادت ومعجزات نظر آویں حالانکہ تریاق القلوب اور حقیقت الوحی وغیرہ اُن کے ذکر سے بھری پڑی ہیں۔ رہا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات وغیرہ کا میرزا صاحب قبلہ کے دعوے کے سبب ہونا اور کہ اگر میرزا صاحب یہ دعوے چھوڑ دیں تو یہ دور ہو سکتے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ اس کی شق اول تو بالکل درست ہے یعنے یہ کہ میرزا صاحب کے دعوے کرنے اور اُن کے دلائل قرآنیہ وحدیثیہ وعقلیہ ونقلیہ کے پیش کرنے اور اتمام حجت کرنے کے بعد بموجب سنت اللہ کے یہ عذاب آئے ہیں جیسا کہ ذیل کی آیات اس مدعا کو ثابت کرتی ہیں کہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سورۃ بنی اسرائیل یعنے جب تک ہم رسول نہ مبعوث کرلیں عذاب نہیں دیا کرتے۔ وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا یتلو علیھم آیاتنا ج وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون سورۃ القصص اور جب تک تمہارا پروردگار کسی قصبہ میں پیغمبر نہ بھیج لے اور وہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھکر نہ سناوے اُس کی (شان انصاف) سے بعید ہے کہ (بے اتمام حجت) بستیوں کو ہلاک کر دیا کرے اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں **جبکہ وہاں کے لوگ نافرمانی** اختیار کر لیتے ہیں۔ اب جبکہ قرآن ان عذابوں کو جن کو ڈاکٹر صاحب میرزا صاحب کے دعوے کا موجب قرار دیتے ہیں **نافرمانی** کا سبب قرار دیتا ہے تو پھر نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے فیصلہ قرآنی تحریر کرنے کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ جس حالت میں کہ وہ خود مقر ہیں کہ امت محمدیہ صلعم پر جو مصائب وحوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں یہ سب کچھ ”انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے“ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب کی کس عقلمندی کی دلیل اس امر کو گردانیں اور کیونکر ڈاکٹر صاحب کو سمجھاویں کہ فیصلہ قرآنی تحریر کرنا آپ کا کام نہ تھا بلکہ کسی ایسے انسان کا کام تھا جسکو قرآن کی کچھ خبر ہو۔ لطف یہ کہ بقول ڈاکٹر صاحب جھوٹا دعوے کریں میرزا صاحب اور عذاب میں گرفتار ہو امت محمدیہ صلعم! کیا یہ فہم اور عقل بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ (باقی دارد) محمد حسین از لاہور چھاؤنی

علم ہیئات اور مسلمان

دنیا کے تمام علوم و فنون کا وجود ۔ مدبرین عالم کی دماغ سوزیوں کا نتیجہ ہے لیکن صرف علم ہیئات اپنے وجود میں ایشیا کی صحرا نشین چرواہوں کا ممنون احسان ہے جو ایشیا کے کھلے میدانوں میں اپنی پر مصیبت راتیں اختر شماری میں بسر کرتے تھے ۔ بے شغلی سے گھبرا کر صفحہ افلاک کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے ۔ مزید مطالعہ کے بعد ستاروں کی ہر سطر میں انہیں یہ عبارت نظر آنے لگی کہ "اس دائرہ افلاک کا ہر نقطہ کوکب ایک مستحکم قانون کی سطح پر ساکن ہے یا حرکت کرتا ہے کوکب کا سکون و حرکت ہماری زراعت پر خاص اثر کرتی ہے ان ستاروں کا تغیر و تبدل کسی خاص اصول پر ہے"

دماغ میں ان خیالات کے آتے ہی انہوں نے ستاروں کے نام رکھے اُن کی حرکت کا اندازہ کیا ۔ اُن کے منازل مقرر کئے ثوابت کی مدد سے خاص خاص سمتوں کی علامتیں قرار دیں ۔ رفتہ رفتہ یہی معمولی قواعد زراعت کے فصول اور بے نشان صحرا اور بے پایاں دریا کی دلیل راہ بنے ۔

مدت تک یہ چند سادہ اصول جو صحرا نشینوں کے مشاہدوں کے نتیجے تھے خلفاً عن سلف ایشیا کے جنگلوں میں گشت کرتے رہے ۔ لیکن امتداد زمانہ کا پرکار اُن معمولی اصولوں کا دائرہ وسیع کر رہا تھا جن کو آج علم ہیئات (اسٹرانومی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔ مگر اب تک اس علم نے فن کی حیثیت نہیں پیدا کی تھی ۔ سب سے پہلے ہندوستان میں ان چند معمولی اصولوں نے جو اب تک معلوم ہو چکے تھے ۔ فن کا قالب اختیار کیا ۔ علم ہیئات کے سرپرستوں کی فہرست میں ہندوستان کے بعد مصر کا نام ہے ۔

یہاں پہونچکر مورخین میں ایک بڑا اختلاف یہ ہوتا ہے کہ مصر میں یہ علمی فیض ہندوستان سے آیا ۔ جسطرح ہندوستان کو مستقل طور پر اس کے موجد ہونے کے حق حاصل ہے مصر کو بھی ہے ۔ لیکن صحیح فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کے دونوں قدیم حصوں میں اس علم نے مستقل زندگی حاصل کی تھی ۔ نہ ہندوستان اس کے لئے مصر کا ممنون ہے نہ مصر ہندوستان کا کیونکہ اگر مصری ہیئات کا ماخذ ہندوستان ہوتا تو دونوں کے اصول مسائل طریقہ بحث ایک ہوتا ۔ یا کم از کم مشابہ ہوتا ۔ حالانکہ دونوں کے اصول میں اتنا ہی بعد ہے جتنا مصر کو ہندوستان سے ۔ نیز تاریخی طور سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدیم الایام میں ان دونوں ملکوں میں سلسلہ آمد و رفت تھا مصر و ہندوستان کا تعلق حملہ اسکندریہ سے شروع ہوتا ہے اور علم ہیئات کا وجود مصر میں اس سے پہلے ہو چکا تھا ۔ ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اپنے علوم کے ساتھ جو بخل تھا وہ کبھی اجازت نہیں دیسکتا تھا کہ ہندوستان مصر کے لئے اپنے خزانہ کا دروازہ کھولدے ۔ اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستان اور مصر میں الگ الگ یہ فن پیدا ہوا ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہندوستان کی سرزمین اور اب و ہوا سے علم ریاضی کو ایک قدرتی مناسبت تھی ۔ ہندسہ موسیقی علم نجوم کا گہوارہ طفولیت یہی ہندوستان ہے لیکن مصر کا پایہ بھی علم اقلیدس کی ایجاد ہندوستان سے کچھ زیادہ پست نہیں رہنے دے سکتی ۔

علم ہیئات نے مصر اور ہندوستان میں نشو و نما پاکر اپنے حدود سے جب باہر قدم نکالا تو حتا بابل ۔ ایران میں داخل ہوا ۔ شاہان پارس میں سے ضحاک اور جاماسپ نے اسکی زیادہ قدر کی ۔ ان متمدن ملکوں کی سیر کرتا ہوا فنیقیہ اور یونان پہونچا اور گو اسی طرح علم ہیئات اپنی ترقی کے منازل طے کرتا جاتا تھا لیکن اس کی حقیقی پیدائش وہ تھا کہ جسدن مصر میں اسکندریہ کی بنیاد ڈالی گئی ۔ اب یہ مدرسہ دنیا میں علم ہیئات کا سب سے پہلا مدرسہ ہے ۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا ۔ جس میں علم ہیئات کی تمام کتابیں بقدر امکان جمع کی گئی تھیں ۔ ہیپارک یونانی اور بطلیموس مصری جو علم ہیئات کے سب سے پہلے مدون ہیں اسی مدرسہ کی تعلیم کے نتائج اور اسی پراگندہ بزم کے دو رکن ہیں ۔ اور گو ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے اس فن کے ماہرین پیدا ہوئے جیسے ارشمیدس سنہ ۲۸۷ ق ع (ببقلاوس) سنہ ۱۶۰ ابلونیوس ثاون ۔ خالیس رومی تاونیس ریگلوس بابلی ۔ مزابا (بخت نصر کا منجم) ایبون وغیرہ پیدا ہوئے جن کی کوششوں سے ہیئات نے ایک حد تک ترقی کی مگر ہیپارک اور بطلیموس دو ایسے شخص ہیں جن کے ذکر سے علم ہیئات کی تاریخ کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتی ۔

ہیپارک سنہ مسیحی سے چند سال پہلے شہر بروسہ میں پیدا ہوا تھا ۔ جغرافیہ کا طول و عرض البلد پہلے اسی نے دریافت کیا ستاروں کی ایک فہرست تیار کی ۔ جس میں اُن کی چالوں کی تفصیل تھی ۔ اُس کی زندگی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے ۔ کہ اُس نے نقطہ اعتدال کی رجعی حرکت دریافت کی[۱]

بطلیموس دوسری صدی عیسوی میں تھا ۔ مدرسہ اسکندریہ میں اس نے ہیئات کی تعلیم پائی اس فن میں اتنا کمال کیا کہ مدرسہ اسکندریہ کی تاریخ میں سب سے پہلے جلی نام بطلیموس لکھا گیا ۔ علم ہیئات کی معلومات میں معتد بہ اضافہ اسوقت سے ہونے لگا جب کہ آلات رصد ایجاد ہوئے ۔ آلات رصد کی ایجاد اور ستاروں کی ترصید سب سے پہلے بطلیموس نے کی ۔ بطلیموس نے ہیئات کی ایک گراں بہا خدمت یہ کی کہ اس نے علم ہیئات کی منتشر معلومات ایک کتاب کی صورت میں منتظم کر دیئے جو مجسطی کے نام سے مشہور ہے[۲]

چونکہ اسلامی علم ہیئات کی تاریخ مجسطی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں جس سے یہ قیاس ہوگا کہ جب صرف ہیئات کی کتاب مجسطی کے متعلق مسلمانوں نے اتنی جانکاہ کوششیں کی ہیں تو نفس علم ہیئات کے متعلق کیا کچھ نکیا ہوگا ۔

مجسطی ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنے ترتیب کے ہیں چونکہ بطلیموس نے اسی کتاب کے ذریعے ہیئات کے پراگندہ معلومات کو یکجا کیا تھا ۔ اس لئے مجسطی سے بہتر اس کتاب کا کوئی نام موزون نہیں ہو سکتا تھا ۔ یہ ہیئات کی سب سے پہلی جامع کتاب اور یانوس اور انطونیوس کے عہد میں انہیں دونوں میں سے ایک کیلئے لکھی گئی تھی[۳] ملا کاتب چلپی کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب ہیئات کی اعلےٰ ترین تصنیف ہے ۔ بلکہ یہ کتاب اصل ہے اور ہیئات کی

ضرورتِ نبوّت

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک انسان ہارجیت کے خیال کو دل سے نکالکر محض سچائی کا جستجو کرنے والا بن جاتا ہے تو وہ اکثر ان دشواریوں سے بچ جاتا ہے جو ایک ٹیڑھی اور ترچھی راہ میں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جتنے مذاہب خدا کے قائل ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو ان کے بانی حقیقت میں نبی رسول رشی منی اور اوتار ہی تھے۔ (نعوذ باللہ) اگر رشیوں منیوں اور نبیوں کے سلسلہ کا انکار کردیا جاوے تو الوہیت اور عبودیت کے علاقہ کا پتہ مجرد عقل کے ذریعہ سے لگانا محض اپنے آپ کو ایک بھنور میں پھنسانا ہے جس میں سوائے ہلاکت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ اور حقیقت میں دنیا کی محبت شفقت مال و دولت عیش و عشرت اور طرح طرح کی دلربا باتوں سے کنارہ کش ہوکر خداتعالیٰ کے وجود کا یقینی طور پر مجرد عقل کے ذریعہ سے معلوم کرلینا اور اس کی مرضی اور منشاء سے آگاہی حاصل کرلینا ایک ایسی بات ہے جو کسی طرح سے بھی وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ انسان کی محدود سمجھ بوجھ ہرگز ہرگز اس لایق نہیں جو ایک لامحدود ہستی کا محض اپنی کوشش سے پتہ لگا سکے۔

گو تجربہ بتلا رہا ہے کہ انسانی دماغ نے بڑے بڑے عجیب کام کیے ہیں اور بڑی بڑی عجیب ایجادیں اور حیرت انگیز ترقیں کرکے دکھائی ہیں مگر تھوڑی ہی دیر کیلئے بھی غور اور فکر سے کام لینے پر معلوم ہوجائیگا۔ کہ یہ اُس کی اپنی مجرد کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہورہا ہے وہ وسائل اور اسباب کے ذریعہ سے ہورہا ہے دنیا کے ہر ایک پیشہ اور ہر ایک کام پر نگاہ کرو تو تمہیں معلوم ہوجائیگا کہ وہ بغیر اسباب اور وسائل کے کبھی نہیں چلتا۔ ہاں وسائل اور اسباب مختلف ہیں کسی جگہ کچھ اسباب ہیں اور دوسری جگہ کوئی اور ہی اسباب کام کررہے ہیں مگر بغیر اسباب کے کوئی سلسلہ اور کوئی کام نہیں چلتا اور جب تک دوسرے ممد اور معاون ساتھ نہ ملیں تب تک کوئی کام انجام پذیر کیا شروع بھی نہیں ہوسکتا۔ مثلاً ہماری آنکھ میں ایک دیکھنے کی قوت ہے مگر جب تک کوئی خارجی روشنی اُس کی مددگار نہ ہو وہ دیکھنے کا کام نہیں دے سکتی ایسا ہی کان وغیرہ کا حال ہے زیادہ تشریح موجب طوالت ہوگی۔ مختصر طور پر آپ جمادات نباتات اور حیوانات کی ترقی اور تنزل پر غور کریں کہ وہ بغیر طرح طرح کے مددوں معاونوں اور محرکوں کے کسی قسم کی حرکت ترقی یا تنزل کی طرف نہیں کرسکتے اور یہی حال عقل انسانی کا بھی ہے۔ مگر فی الحال میں اس مسئلہ کو نظر انداز کرکے کارخانہ قدرت کی ذرا اور سیر آپ کو کرانی چاہتا ہوں۔ اگر نظر کو ذرا اور وسیع کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب اسباب اور وسایل ہوا آگ پانی مٹی اور طرح طرح کے ایلیمینٹس یعنے عناصر کے آپس میں ملنے اور جدا ہونے یعنے قوت انفصالی اور قوت انصالی کا نتیجہ ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اگر ہم اور ترقی کریں اور اپنے دل کو رعونت تکبر اور دنیاوی لالچ سے پاک صاف کرکے سوچیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے گن خواص اور قوتوں اور لطیف سے لطیف ذرات کا پیدا کرنیوالا ایک اور مخفی وجود ہے اور وہ نہایت ہی نہاں در نہاں اور لطیف در لطیف ہے۔ اب میں اپنی اس عرض کو بصد التماس آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ہم موجودہ کارخانہ کو مشہود اور محسوس کرکے اور اسباب اور وسایل کے سلسلہ پر غور کرکے ایمانی رنگ میں ایک ایسے نکتہ پر پہنچ گئے ہیں جو حواس ظاہری سے مشہود اور محسوس نہیں ہوسکتا اور ہم مصنوعات کے سلسلہ پر غور کرکے اور ایک کو ایک کا ظاہری طور پر محرک اور صانع قرار دیکر ایک ایسے صانع پر پہنچے ہیں جو از حد لطیف ہے اور وہم گمان سے بڑھ چڑھکر ہے۔ اُس لئے ہر ایک اہل دانش کا یہ ضروری فرض ہونا چاہیئے کہ پہلے اس وجود کا پتہ لگاوے اگر وہ ہماری تسلی نہ کرسکا اور ہماری کانشنس نے گواہی دی کہ ہاں اس کا بھی کوئی اور صانع ہونا چاہیئے تو خیر پھر ہم بڑی خوشی سے اس سے بھی اعلےٰ صانع کی تلاش کریں گے مگر فی الحال اسی لطیف در لطیف وجود کا پتہ لگانا ہمارا فرض ہے اور جب تک اس کا پتہ نہ لگالیں تب تک ایک فرضی اور خیالی لامحدود سلسلہ قایم کرلینا اور جان بوجھکر تسلسل میں پھنسنا محض بیوقوفی ہے۔

اب ہم نیچے اُتر کر جب انسانی بناوٹ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مالک الکل وجود کی تلاش کرنا ہماری فطرت کا ایک لازمی خاصہ ہے اور ہر ایک شخص اس خالق الکل ہستی کا پتہ لگانے کے لئے طرح طرح کے اسباب اور وسائل ڈھونڈتا ہے اور حیران و سرگردان مارا مارا پھرتا ہے اور اکثر کرکے انہیں ظاہر اسباب اور عیش و عشرت کے فانی تلازمات سے دل لگا لیتا ہے۔ گو اپنی اس غلطی کا بھی اسے آخرکار اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور بڑی حسرت اور نامرادی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

مگر اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دل میں ایک اعلےٰ ہستی کی پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ اپنا سارا آرام حقیقی طور پر اس اعلےٰ ہستی میں معلوم کرتا ہے مگر محجوبوں کی طرح غلطی سے فانی اشیا سے دل لگا لیتا ہے۔

مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ اُس خالق الکل اور مالک الکل ہستی کا کچھ پتہ بھی لگ سکتا ہے یا نہیں اور آیا جس ہستی نے انسان کو بولنا سکھایا اور ایک مٹی کے پتلے کو گویائی کی طاقت بخشی ہے وہ خود بھی بولنے کی صفت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور اپنے وجود کا خود پتہ دے سکنے کے قابل ہے یا نہیں؟

اس سوال پر غور کرتے کرتے جب ہم دنیا میں ایک ایسے وجود کا نام سنتے ہیں جس کو ڈھونڈنے کے لئے ہم بھی مارے مارے پھرتے ہیں یعنے اللہ خدا پرمیشر گاڈ وغیرہ تو ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا پتہ کس طرح سے لگا ہے۔ آخر معلوم کرنے پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ قدیم سے نبیوں رسولوں اور روحانی لوگوں کا ایک گروہ چلا آیا ہے جو اس کی مرضی اور منشا سے دنیا کو آگاہ کرتا آیا ہے۔ اور بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں کرکے اسکی ہستی کے بڑے بڑے ثبوت دیتا آیا ہے اور نیز وہ پاک گروہ اسبات کا بھی ثبوت دیتا آیا ہے کہ وہ لطیف در لطیف وجود جس کی جستجو میں تم لوگ مارے مارے پھرتے ہو اور کہیں کے کہیں خوار ہوتے پھرتے ہو وہ ہمارے ساتھ بولتا ہے اور ہمیں قبل از وقت بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے اور اپنے وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہمیں اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ الغرض خدا پر ایمان لانے کے لئے سلسلہ نبوت پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اور اسی بات کو اللہ کریم نے اس آیت شریفہ میں حل کیا ہے جہاں لکھا ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعضٍ و نکفر ببعضٍ و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً ۝ اولئک ھم الکفرون حقا و اعتدنا للکفرین عذابا مھینا ۝ ([illegible])

تمام تصنیفات اسکی خوشہ چین ہیں۔

سب سے پہلے یحییٰ ابن خالد برمکی فرمایش سے چند لوگوں نے ملکر اس کتاب کو عربی لباس ودستار سے آراستہ کیا یحییٰ کے خاطر خواہ یہ ترجمہ نہوا اس لئے اس نے بیت الحکمت کے مترجمین ابو حسان اور سلم کو اس خدمت کے انجام دینے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے ماہرین فن کی ایک جماعت کو اس ترجمہ کے لئے مقرر کیا۔ جب یہ سب ترجمہ کر چکے۔ ان تراجم میں سے جو سب سے زیادہ بلیغ صحیح اور بامحاورہ تھا اس کا انتخاب کیا۔ اس پر بھی شوق کی آگ ٹھنڈی نہوئی۔ حجاج بن مطر نے ماموں کے عہد میں اس کا دوبارہ ترجمہ کیا۔ تبریزی نام ایک شخص نے اس کا تیسرا ترجمہ کیا۔ ثابت بن قرہ (مترجم بیت الحکمت) نے اس ترجمہ کی اصلاح کی۔ اسحٰق نے اس کا چوتھا ترجمہ کیا جسکی اصلاح پھر ثابت نے کی ماموں اس کتاب کا عاشق تھا۔ ماموں کے عہد میں حجاج بن یوسف ثابت ثمرہ نے پھر اس پر نظر ثانی کی۔

اس کتاب میں تیرہ مقالے ہیں سے صرف پہلے مقالہ کی ظرفیوس اور عمر بن الفرحان اور ابراہیم بن صلت نے تفصیل کی ہے۔ ابوریحان بیرونی نے حشو وزوائد سے پاک کر کے اس کو مختصر کیا۔ فاضل نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری نے اسکی شرح لکھی۔ قاضی زادہ رومی نے اس شرح پر حاشیہ لکھا فاضل جمال الدین ابوالفرج کے ایما سے محی الدین یحییٰ اندلسی نے اس کا خلاصہ کیا۔ اور مجسطی پر کچھ ایزاد کیا۔ محقق نصیر الدین طوسی نے مجسطی کے اشکالات ایک خاص تصنیف کے ذریعہ سے حل کئے۔ محقق شمس الدین سمرقندی نے اسکی شرح لکھی ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے بھی مجسطی کی شرح کی ہے ۱؎

مجسطی کے سوا اور کسی خاص ہیئات کی کتاب کا ترجمہ مسلمانوں نے نہیں کیا دنیا کی اہل علم قوموں کی معلومات سے فائدہ اٹھایا۔ ان کو اپنی تصانیف میں جگہ دی اور صفحہ عالم پر آج یونانی تالیفات کا نشان نہ ہوتا اگر مسلمانوں کی علمی قدردانی ہاتھ اُن کو نہ تھامتا۔ ایک انگریز مصنف کہتا ہے۔

> علمائے عرب نے ریاضیات کی پوری پوری خدمت کی اگر انکی توجہ نہوتی تو یونانی ریاضی تصنیفات کا اکثر حصہ برباد ہوگیا ہوتا۔ لیکن اصل یونانی نسخوں کے ضائع ہو جانے پر عربی تراجم میں محفوظ رہا۔ ۲؎

منالاوس اسکندرانی جو ۱۰۰ھ میں تھا ہیئات کا بہت بڑا عالم تھا بطلیموس نے مجسطی میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسکی تصنیفات یورپ نے عرب کے ہاتھوں سے پائی ۳؎

مسلمانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ قدیم تصنیفات کو معدوم نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی خاص تحقیقات اور معلومات سے علم ہیئات کی تجدید کر دی۔ علم ہیئات کیطرف مسلمانوں کی توجہ ابو جعفر منصور دولت عباسیہ کے دوسرے تاجدار کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ ابو جعفر کے بعد ہارون کے عہد تک اس علم کی ترقی ایک معمولی انداز سے ہوئی۔ ماموں جب سریر آرا ہوا تو اس نے ہیئات پر ایک خاص لطف کی نگاہ ڈالی اور یہ اسلامی ہیئات کی ترقی کا دیباچہ تھا مسلمانوں نے اس علم کو تقلیدی طور سے نہیں سیکھا بلکہ بجائے خود بھی اسکی تحقیق کی۔

بنو موسیٰ ماموں کے زمانہ میں محمد احمد حسین تین بھائی تھے جن کو فلسفہ اور ہیئات کے ساتھ خاص شغف تھا۔ عربی میں اکثر تراجم انہیں کی مدد سے ہوئے ہیں۔ علم ہیئات میں ان کو کامل دستگاہ تھی ماموں کے ایما سے خط نصف النہار کے ایک درجہ کی پیمایش اس غرض سے کی تھی کہ محیط ارض دریافت کیا جائے اور اسکی تحقیق کی جائے کہ یونانی مصنفین نے جو محیط ارض بتایا ہے وہ کہانتک صحیح ہے۔

افلاک اور ستاروں کی تحقیق کے لئے ماموں نے رصد بنوائی تاکہ یونانی مسایل کی جرح و تعدیل کیجائے۔

مسلمانوں نے اپنی ہیئات کی بنیاد صرف یونانی تصنیفات پر نہیں ڈالی بلکہ دنیا کے تمام اہل علم ملک مصر ایران ہندوستان کے منتخب مسایل پر بیرونی نے قانون مسعودی میں اہل پارس کی علم ہیئات کو سب سے زیادہ قریب صحت بتایا ہے۔ کتاب الہند اور نیز قانون مسعودی میں ہندوستان کے علم ہیئات کے مبسوط مسایل لکھے ہیں۔ قانون کو بیرونی نے سلطان غزنوی مسعود محمود بن سبکتگین کے لئے لکھا تھا کہ برلن اور لندن میں چند بار یہ چھپ چکا ہے۔ ابوالقاسم غرناطی المتوفی ۴۲۶ھ نے ایک ضخیم کتاب ہندوستان کی ہیئات پر لکھی۔

شاہان اسلام نے اس علم کی طرف جتنی نگاہ توجہ کی اس سے زیادہ کسی دوسرے فن کیطرف نہیں کی۔ اس کا اندازہ اس سے کرو کہ فرماں روایان اسلام میں سب سے زیادہ علم کا دشمن وحشی خونریز جاہل کون تھا؟ چمنستان بغداد کا تاراج کرنیوالا تاتاری ہلاکو۔ مگر اس نے بھی مراغہ کی رصدگاہ اپنی یادگار چھوڑی۔ کسی قوم میں کسی چیز کے حسن قبول اور کثرت کی کیا دلیل ہے؟ یہی کہ اس قوم کا اعلیٰ سے اعلیٰ فرد اور ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اس کو قبول کرے۔ ہیئات کے حسن قبول کا یہ حال تھا کہ سلاطین تک اس علم کے ماہر ہوتے تھے۔ الغ بیگ المتوفی ۸۵۳ھ اس علم کا ایک کامل الفن صاحب تصنیف استاد تھا۔ اسکی یہ کتاب لندن میں ۱۶۵۰ء میں اور اوکسفورڈ میں ۱۶۶۵ء میں چھپکر شائع ہو گئی ہے۔

کثرت کا یہ حال تھا کہ مسلمانوں کے غلام تک ہیئات میں کمال رکھتے تھے۔ ابوالمشعر فلکی المتوفی ۲۷۲ھ جو مسلمانوں میں ایک ماہر ہیئات دان گذرا ہے اس شوق کو دیکھو کہ ایک مشہور محدث تھا۔ ہیئات کا جوش ہوا تو ۴۷ برس کی عمر میں ہیئات سیکھی اور ایسی سیکھی کہ اب اس فن کے ماہرین میں اسکا شمار ہے ۱؎

اسی ابومشعر کا ایک غلام تھا۔ آقا کے کمال شوق کو دیکھکر یہ بھی ہیئات کی طرف متوجہ ہوا۔ مرتے وقت کتاب مطرح الشعاع کتاب تحاویل سنی العالم والحکم الیہا کتاب تحاویل سنی الموالید یادگار چھوڑی۔ ابوالفتح عبدالرحمٰن علی خازن مروزی نام ایک شخص کا غلام تھا اس نے علوم ہندسہ کی تکمیل کی اور ایک زیچ تصنیف کی اس کا آوازہ شہرت جب سلطان سنجر کے کانوں تک پہونچا تو اس نے ہزار دینار عبدالرحمٰن کو نذر بھیجے ۲؎

مسلمانوں کی رصدگاہیں اسی سلسلہ میں مسلمانوں نے رصد کے متعلق جو ترقیاں کیں وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ شمس الدین علی خواجہ نے چالیس برس تک رصد کی۔ مختلف مقاصد کے لئے مسلمانوں نے آلات رصد ایجاد کئے۔ زیچیں بنائیں جنمیں سے اکثر آج یورپ میں چھپ گئی ہیں۔ یا قلمی محفوظ ہیں۔ آلات رصد کے نام اکثر تاریخ میں ملتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کا استعمال ایک مدت سے چونکہ متروک ہے اس لئے یہ دقت سے دریافت ہو سکتا ہے کہ یہ آلے کس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے۔ ذیل میں ہم صرف اُن آلوں کے نام

۱؎ کشف الظنون ... ۲؎ ... ۳؎ ... ۱؎ فہرست ... ۲؎ کشف الظنون ۴۶۴ ج ۱

بتائیں گے جن کے موقع استعمال سے ہم کو کسی قدر واقفیت ہوئی ہے - بشرطیکہ اس کی ایجاد کا شرف مسلمانوں کو ہوا ہو -

نمبر	نام آلہ	کیفیت	کس کام کے لئے ہے	موجد
۱	لبنہ	مربع مستوی	اس سے میل کلی عرض البلد اور تاروں کی دریافت کیجاتی ہے	مسلمان
۲	حلقۃ الاعتدالیہ	ایک قسم کا حلقہ ہوتا ہے جو دائرہ معدل کی سطح میں نصب کیا جاتا ہے	اس سے تحویل الاعتدال دریافت کی جاتی ہے	"
۳	ذات الاوتار	چار مربع اسطوانی ہیں اسکی ایجاد نے حلقہ اعتدالیہ سے مستغنی کر دیا	تحویل اعتدالی اور تحویل لیل دریافت ہوتی ہے	علامہ تقی الدین
۴	ذات السمت و الارتفاع	ایک نصف حلقہ ہے جس کا قطر چند متوازیۃ السطوح اسطوانوں کی سطح ہے -	اس سے سمت اور ارتفاع معلوم ہوتا ہے	مسلمان
۵	ذات الجیب	.		"
۶	المشتبہ بالناطق	.	اس سے دو ستاروں کے درمیان کا بعد معلوم ہوتا ہے	علامہ تقی الدین راصد
۷	الربع التام	.	.	ابن الشاطر دمشقی المتوفی ۷۷۷ھ

ابن الشاطر مسلمانوں میں ایک بہت بڑا ہیئت دان گذرا ہے - النفع العالم اُس نے ایک کتاب لکھی ہے - جس میں ایک موقع پہ آلہ الربع التام کی ایجاد کی یہ وجہ لکھی ہے کہ "اب تک میں نے جتنے آلات رصد دیکھے ہیں اُن سب میں کچھ نہ کچھ فروگذاشت تھی اُس کی اصلاح کے لئے میں نے الربع التام بنایا جو آسانی سے اور تمام باتوں کے برخلاف کرۂ ارض کے ہر حصہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے" [۱]

رصدگاہوں کا وجود مسلمانوں سے پہلے تھا تا دن اسکندرانی نے ۲۹۳ ق ع میں طیموحارس نے ۲۳۲ ق ع میں اسکندریہ میں ابرخس نے ۱۶۱ء میں بالانوس نے رومہ میں ۶۰ء میں بطلیموس نے ۱۲۴ء میں رصدگاہیں قایم کی تھیں عہد اسلام میں سب سے پہلے مامون نے رصد بنوائی -

(۱) جب مامون کے زمانہ میں مجسطی کا ترجمہ ہوا تو اُس نے اُن سب آلات کے بنانے کا حکم دیا - جن کا مجسطی میں ذکر کیا گیا تھا - دنیا کے ہر گوشہ سے ماہرین ہیئات جمع کئے گئے - جن کے ہاتھوں سے شہر شماسیہ بغداد و دمشق میں ۲۱۴ھ میں رصدگاہیں طیار ہوئیں - ان رصدگاہوں نے صرف چار برس کی عمر پائی ہے - کیونکہ بدقسمتی سے ۲۱۸ھ میں مامون کا انتقال ہوگیا - مگر اس قلیل عرصہ میں بھی چند نئی باتیں دریافت ہوئیں جو ایک کتاب کی صورت میں زیج مامونی کے نام سے مشہور ہے - یہ رصدگاہیں یحییٰ ابن منصور خالد بن عبدالملک مروزی سند بن علی عباس بن سعید کے زیر اہتمام تھیں -

(۲) رصد ابی حنیفہ دینوری ۲۳۵ھ میں اصفہان میں قائم کی گئی - اسی رصد میں ستاروں کے متعلق جو معلومات ہوئے تھے اُنکو ابو حنیفہ المتوفی ۲۸۱ھ نے ایک کتاب میں ترتیب دیکر رکن الدولہ دیلمی کے نام سے معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا تھا

(۳) رصد حاکمی - حاکم بامر اللہ مصر کا چھٹا فاطمی خلیفہ تھا اس نے مصر میں ایک رصد بنوائی تھی [۳] ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ میں اس کا مہتمم تھا - ابن یونس نے حاکم کے نام سے ایک زیج بھی لکھی تھی اس زیج کو ۱۸۰۴ء میں فرنچ ترجمہ کے ساتھ کون ساڈی پرسفال نے چار جلدوں میں شایع کیا ہے اُس کے قلم سے اور کتابیں بھی نکل چکی ہیں جن میں سے بعض خدیوی کتب خانہ مصر میں موجود ہیں -

(۴) رصد ہوا الاعلم - یہ رصد بغداد میں ۳۵۰ھ میں بنائی گئی تھی -

(۵) رصد بیرونی ابوریحان بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ اس کا الخیر تھا -

(۶) رصد طوسی ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کے درخواست پر مراغہ میں یہ رصد بنوائی تھی - اس رصد کی تیاری میں ہلاکو نے بے شمار روپے صرف کئے رصد کے ماہانہ اخراجات کے لئے بیس ہزار اشرفیاں مقرر تھیں - اسکے اہتمام کے لئے دور و دراز ملکوں سے اس علم کے ماہرین طلب کئے گئے تھے - مؤید عرضی دمشق سے فخر مراغی موصل سے فخر خلاطی تفلیس سے نجم الدین قزوین سے بلائے گئے ماہ جمادی الاولیٰ ۶۵۷ھ سے یہ رصد بنی شروع ہوئی تھی - یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جو بغداد و شام جزیرہ کی تاراج کردہ کتابوں سے آراستہ کیا گیا تھا -

(۷) رصد الوغ بیگ - الوغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور لنگ المتوفی ۸۵۳ھ اس کا دار السلطنت سمرقند تھا - خود بھی علم ہیئات کا ماہر اور علمائے ہیئات کا ایک مجمع بھی اپنے پاس رکھتا تھا موسیٰ بن محمود قاضی زادہ رومی مصنف شرح چغمینی نو بن صدی میں تھا اور غیاث الدین جمشید کاشا گرد تھا - انھیں دونوں کے مشورہ سے اس نے سمرقند میں اس رصد کی بنیاد ڈالی - مگر اُس کی بدقسمتی سے ہیئات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اختتام رصد سے پہلے ہی غروب ہوگئے - لیکن ملک بھی با کمالوں سے خالی نہ تھا - جمشید کے لائق جانشین فرزند علی قوشجی کے اہتمام سے یہ رصدگاہ تکمیل کو پہنچی -

اِن مذکورہ بالا رصدوں کے علاوہ اور بہت سی رصدگاہیں تھیں - جیسے رصد بن الشاطر رصد نابخور رصد بتانی - رصد طلیطلہ - مگر انکے واضح حالات چونکہ دستیاب نہوسکے اسلئے افسوس کیا تھا اُن کو قلم انداز کرنا پڑا -

مضمون کے خاتمہ پر ہمیں اس مسئلہ پر بھی غور کرنا ہے کہ یورپ کی گردن میں اسلامی ہیئات کا طوق تلمذ ہے کہ نہیں - تاریخ سے اسکا جواب اثبات میں ملتا ہی جرمن کا علم دوست بادشاہ فریڈرک دوم ایکطرف تو صلیبی جنگ میں مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہورہا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے علوم سے سیراب ہورہا تھا اور میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے صف آرا بھی ہوا اور ریاضی کے مسایل ہلالی فوج کے سپہ سالار سے حل بھی کرتا ہے

ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ جو حاکم بامر اللہ خلیفہ فاطمی کا مشہور فلکی تھا جسکی کتاب الجلد اول الحاکمیہ پیرس میں چھپ گئی ہے - اسکے حالات میں اڈورڈ ڈین نیلس فانڈیک لکھتا ہے -

ابن یونس نے مصر میں ہیئات کے چند طریقے استعمال کئے - جن کو ابن یونس سے اسکے بعد یورپ کے ہیئت والوں نے اخذ کیا -

سب سے بین دلیل اس دعوی کی ہیئت کی اُن عربی اصطلاحات سے ملتی ہے جو یورپ میں آجتک مستعمل ہیں جس سے پتا ہوتا ہے کہ یورپ میں عربوں کی بدولت علم ہیئات پھیلا ہے - م

[۱] کشف الظنون ج ۱ ص ۱۵۹ [۲] ۵۲ سنہ قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام -

[۳] اس رصد کی تاریخ بنا کاتب چلپی نے ۳۵۰ھ لکھی ہے مگر کسی طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا مہتمم ابن یونس تھا اور حالانکہ خود یونس کی ولادت ۳۸۶ھ میں ہے اور حاکم بامر اللہ جو پانچویں صدی میں تھا ۴۱۱ھ میں وفات پائی ہے -

(۱) اصطلاب (۲) الحضارہ (۳) المدار ...

چھ سال کا تجربہ

جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسایہ بھی اس طرح کی مصیبت میں مبتلا تھے اور جب ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ جس سے انھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرنے میں تب ہم بھی وہی رستہ اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہیں جس سے وہ کامیاب ہوئے تھے۔ اس سے بھی زیادہ بہتر خبر یہ ہے کہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتائے جو ہمیں شفا بخشنے کی ڈاکٹر سی سی مترصاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسور کرجی کمپنی مطلان ۱-۱۲۹ کورن والس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) کہتے ہیں میں گزشتہ چھ سال سے اپنے انگریز اور دیسی مریضوں کو درد کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں استعمال کراتا ہوں اور ان کو گردوں کے انحطاط۔ درد کمر۔ اور وجع مفاصل میں مفید پایا ہے ایسے مریضوں سے تکلیف پانے والوں کو میں بغیر کسی پس و پیش کے اس دوا کے استعمال کرنے کی صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اسوجہ سے خطرناک ہے کہ وہ اندر خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا کام کرتی ہے کہ جو شخص درد سر پٹھوں اور قلب (دل) کی بیماری بیخوابی۔ پیلا پن سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا۔ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی۔ درد پشت جلند پیشاب کی بیماریاں اور وجع مفاصل اور گردوں کا درد یہ گولیاں ان سب باتوں کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنی گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کیسا تھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر وی پی یا ایکل خرچ لینے کے کیجائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نور ہی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالٰے بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام امراض بالخصوص بچوں اور انکے لئے اچانک بیہوشی یا بندش گلہ کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے نسخہ طلبی اقرار عدم افشا و ادائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری دیکھتی آہ و زاری آجکل جو سیلاب کہ رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اصل آزماو پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدپرہیزی کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جیسے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلات انشاء اللہ تعالٰی ضرور رفع ہو نگے بلکہ ہر قسم کی باہ کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم بیش قیمت جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ایک روپیہ طلاء طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں بلحد غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک سوجھتی ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کیساتھ انشاء اللہ تعالٰے وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماو۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ ٫ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بناتا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ ٫

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ایک لاکھ لٹریچر تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مُہر پر آفتاب ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر جنہوں نے بکثرت اخبار کا حوالہ درج دیں)

(سرمہ نور)

نیشنل تپتا۔ ادھر لگاؤ ادھر آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی دھند غبار کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول ما... تک میں فائدہ دکھلایا ہے علاوہ بریں امراض جالا پھولا۔ دھند غبار شبکوری۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش سوتیا بند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکیٹ معززوں مثلاً ڈاکٹروں حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے۔ ایجنسوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے خط و کتابت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ ٫

سوزنی کی شروع پختہ رنگ کم خرچ بالانشین خوش وضع ایسا کہ دیکھتے ہی معلوم ہو کہ ہر ستوت کے خاص سطح عمدہ تحفہ جاڑہ دنیں ...... تو تنگ لحاف کیوں سطح ...... پائیدار خوبصورت البتہ ... نقصان طول ... اگر عرض قیمت صرف ... فرمایشات وی پی منگانے میں جو نہ ... المینان محصول بذمہ خریدار ... خط و کتابت و ترسیل زر بنام ... لکھنو ہونی چاہیئے المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنو

برادران ملک

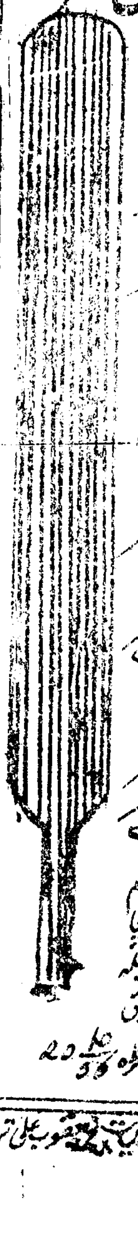
کمینہ مدت سے گذارش ہے کہ ایک مدت سے زیر علاج خضاب کا تجربہ کرتا تھا۔ شکر ہے کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوشش کے بعد ہم اس خضاب کے بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے سے فقط چار منٹ میں سیاہ چمکدار کر دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بوتل پانچ ماہ تک کافی ہوتی ہے۔ قیمت فی بوتل عہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولانا [illegible] حکیم [illegible] [illegible]

[illegible] بازار [illegible]

سامان ورزش کی رعایتی فہرست



کرکٹ بیٹ بہترین شیشم وار کشمیری لکڑی کا ہینڈل کا لیبل اور دو روپیہ کے نہایت پائیدار قیمت عہ روپیہ کرکٹ بیٹ بہترین شیشم وار کشمیری ناکٹ [illegible] کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہے کرکٹ بیٹ لکڑی [illegible] کی ہوائی [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

کرکٹ بیٹ معمولی [illegible]

[illegible]

ایک [illegible]

[illegible]

کرکٹ بال [illegible]

کرکٹ [illegible]

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مال از قسم بیٹ [illegible] پہنچا [illegible] نہایت تعریف پایا میری خیال میں ولایتی سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت بھی اس سے [illegible] کا مصداق [illegible] ضلع کانگڑہ

خوبصورت

خاکسار نے بڑی تجسس و تجربہ کے بعد ہر شخص خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ استعمال سے داد خشکی۔ عجیب پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے ہمراہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱ تا۔ قیمت ایک روپیہ [illegible] کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

[illegible] تمام ہندوستان میں [illegible] [illegible] جاتا ہے وزن تخمیناً [illegible] ۱۵ سیر تخمینہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من تخمینہ مبلغ [illegible] روپیہ اور دوم مبلغ [illegible] ہے مبلغ [illegible] بیعانہ آنے پر خراس روی [illegible] کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان



سینتیس سال سے زیادہ ہوا کہ سکاٹ ایملشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر وقت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں سکاٹ [illegible] علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ [illegible] اور کمزوری کی کمی کا ہے اور با [illegible] بچے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا ایملشن لو سکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

[illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان [illegible] علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔